For more visit (exponovels.com)

# رازِ محبت

## فائزہ بتول

💖__________💖_________💖

جون جولائی میں گرمی تو اپنے عروج پر ہوتی ہے لیکن اسے یہ نہیں پتہ ہوتا کہ جانے کب اسے زوال آجائے۔
سورج راجا کا موڈ آج تو کچھ خاص ٹھیک نہیں تھا اسی لئے قہر برسا رہا تھا۔

ہر ذی نفس اپنے اپنے ٹھکانوں میں دبکے بیٹھے تھے نہ چرند نہ پرند نہ بندہ نہ بندے کی ذات۔
"آفندی ہاؤس" میں بھی کچھ اسی طرح کی

خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ تبھی لاونج میں رکھے لینڈ لائن نے خاموشی کو توڑا ایک بیل دوسری بیل تیسری بیل آخر کار چوتھی بیل پر

For more visit (exponovels.com)

کریڈل اٹھا کر کان سے لگا لیا گیا تھا اور جو خبر دوسری جانب سے ملی وہ "آفندی ہاؤس" میں عید کا سماں باندھ گئی تھی سب کاموں میں

اس طرح مصروف ہوئے کہ کوئی کمی نہ رہے
آخر کو اس گھر کی لاڈلی بیٹی اتنے عرصے بعد واپس گھر آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖___________💖___________💖

سبھی اپنے کاموں میں بزی تھے جب سرور آفندی لاونج میں داخل ہوئے ساتھ پوری تمکنت اور مضبوط قدم اٹھاتا ہوا شاہ میر

آفندی اور ساتھ میں تھکے تھکے قدم اٹھاتا
شاہ زر آفندی داخل ہوئے

"اسلام علیکم "تینوں باپ بیٹوں نے بلند آواز میں سلام کیا اور لاونج میں پڑے صوفے پر بیٹھ گئے۔

For more visit (exponovels.com)

"وعلیکم السلام" زہرہ آفندی اور بتول آفندی نے سلام کا جواب دیا تب تک ملازمہ پانی لے آئیں اور سب کو پیش کیا۔

"خیریت ہے آپ کو اتنے خوش نظر آرہے ہیں؟" شاہ میر نے پانی پیتے ہوئے پوچھا۔

"بات ہی کچھ ایسی ہے" زہرہ آفندی سے خوی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔

"ایسی کیا بات ہے بیگم صاحبہ" سرور آفندی نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

"مما میں کمرے میں جارہا ہوں فریش ہو جاو تب تک آپ کھانا لگا دیں" شاہ زر کہتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا کہ۔

"در نجف کل کی فلائیٹ سے واپس آرہی ہے" زہرہ آفندی نے شاہ زر کی بات کو اگنور کرتے ہوئے پرجوش انداز میں کہا۔

"کیا" شاہ زر نے بیک وقت پلٹ کر اونچی آواز اور حیرت سے کہا۔

" " بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں بھابھی جان، در نجف واپس آرہی ہے "بتول آفندی نے بھی زہرہ آفندی کی بات پر پر جوش لہجے میں کہا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے گھر کی رونق واپس
آرہی ہے "سرور آفندی نے بھی خوشی کا اظہار کیا۔

"مما، چھوٹی مما آپکو کیسے پتہ چلا؟ "شاہ زر نے احمقانہ سوال کیا جس پر سبھی نے اسکی عقل پر افسوس سے نفی میں سر ہلایا

"شاہ زر اس نے فون کیا تھا "بتول آفندی نے نرمی سے کہا۔

"دیکھیے اسکے آنے کی خوشی میں، میں تو بھول ہی گیا تھا کہ ایک عدد فون کال بھی ہو سکتی ہے "شاہ زر نے بے ڈھنگی سی بات کہی تھی۔

"شاہ زر چھوڑ دو یہ بچپنا کب بڑے ہو گے تم "شاہ زر کی بات شاہ میر اسے ٹوکے بغیر نہیں رہ سکا اور سختی سے کہا۔

"سوری بھائی" شاہ زر منہ لٹکا کر معذرت کرتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"کیا ہوا شاہ میر تمہیں خوشی نہیں ہوئی در نجف کے آنے کی" زہرہ آفندی نے اسکے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے، مجھے خوشی ہے وہ واپس آرہی ہے" شاہ میر نے نرم سا مسکراتے ہوئے کہا تو سبھی مطمئن ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔۔

💖__________💖__________ 💖

ڈنر پر سبھی گھر والے موجود تھے اور در نجف ہی کر رہے تھے جبکہ شاہ میر بھی بظاہر خاموش تھا لیکن اندر سے الجھا ہوا تھا۔

"شاہ میر تم چلے جانا انہیں آئرپرٹ سے لینے کے لئے" سرور آفندی نے اسے مخاطب ہوئے۔
"انہیں؟" شاہ میر نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"ہاں وہ میری تھوڑی دیر پہلے ہی بات ہوئی ہے ان سے تمہاری پھپھو بھی آرہی ہیں" زہرہ آفندی نے بتایا۔

''اوہ واؤ، پھپھو بھی آرہی ہیں مطلب تسمیعہ بھی آرہی ہے''فضہ نے ایکسائٹڈ ہو کر کہااور اسکا ساتھ علیزے نے بھی دیا۔

''تمہاری پھپھو ادھر ہی شفٹ ہورہی ہیں بھائی صاحب پاکستان میں ہی اپنا بزنس سیٹ کررہے ہیں''بتول آفندی نے تفصیلی بتایا۔

''وہ یہاں ہی رہے گی کیوں شاہ زر بھائی کتنا مزہ آیئے گا ناں''علیزے نے پرجوش انداز میں کہااور شاہ زر کی رائے بھی جانی جواسکے

انداز پر دانت پیستارہ گیا تھاسب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖__________💖__________💖

وہ اپنے کمرے میں پڑی راکنگ چئیر کو مسلسل جھول رہا تھاایک ہاتھ سے چئیر کے ہینڈل کو

سہلا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑی سیگریٹ بار بار اپنے اعنابی لبوں کو لگا رہا تھا لیکن خوبصورت نظریں سامنے ٹیبل پر پڑے لیپ

ٹاپ پر مرکوز تھیں جہاں تصویریں سلائیڈ شو ہو رہی تھیں اور ایک چلبلی سی لڑکی کو دکھا رہیں تھیں ہاتھ میں پکڑی سیگریٹ کا دھواں

کئیں منظر کو ابھار رہا تھا وہ کوئی چین اسموکر نہیں تھا لیکن اسکی حالت جب ایسی ہوتی تو سیگریٹ کا حساب نہ لگایا جا سکتا تھا دل کی بے چینی حد سے سوا ہوئی تو کمرے میں

لگی ونڈو کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور شیشے کو دھکیل دیا ونڈو کے پار بارش کا خوبصورت منظر شاید اسی کا منتظر تھا اسی بارش سے

جڑی اسکی بہت سی یادیں تھیں جب اسکی زندگی کے بائیس سال اسکے ہاتھوں سے ریت کے مانند پھسل گئے تھے وہ "ایک لمحہ "میں خالی

ہو گیا تھا کیونکہ اس کے اندر محبت کا درخت "ایک لمحہ "میں پروان چڑھ گیا تھا۔ وہ آج تک اسی "ایک لمحہ "میں قید تھا۔

اب بھی بارش ہورہی تھی اب بھی بارش کو دیکھ کر وہ اسی "ایک لمحہ" میں جا پہنچا تھا۔

ایک لڑکی بارش میں بھیگ رہی تھی، کالے جوڑے میں دودھیا رنگت خوبصورت نرم و نازک سا سراپا، دوپٹہ گلے میں ڈالے گھوم رہی تھی،

بارش کے قطرے اسکے کالے جوڑے میں مقید خوبصورت سراپے کو بھگو رہے تھے،

"ایک شعر تو سناؤ" کسی نے کہا۔
"شعر" گھومتے گھومتے وہ رکی اور اپنی مخروطی انگلیوں سے چہرے پہ لمبے شہد رنگ بالوں کو ہٹایا اور کھلکھلا کر ہنسی جیسے اسکی بات سے محظوظ ہوئی تھی۔

"تو پھر سنو"

" کچھ انہیں پسند ہے کالا جوڑا
کچھ کم بخت ہم پہ جچتا بھی بہت ہے "

اک ادا سے شعر سنایا گیا جو دور کھڑے سنجیدہ چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گیا بس ایک لمحے کی بات تھی، جو اس جیسے اکھڑ، سنجیدہ، اور سخت بندے کو زیر کرنے کے لیے کافی تھی۔

اس "ایک لمحہ" کو سوچتے ہوئے اب بھی اسکے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی جیسے مسکراہٹ آئی تھی ویسے ہی دبے پاؤں واپس لوٹ گئی تھی۔

ایک لمحے نے ہی اسے اس دنیا کا سب سے امیر ترین انسان بنا دیا تھا اور اسی ایک لمحے نے اسے اس دنیا کا غریب ترین انسان بنا دیا تھا۔۔۔

وہ پھر سے خاموش سارا کنگ چیئر پر بیٹھ کر نظریں لیپ ٹاپ پر مرکوز کر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖___________💖___________ 💖

وہ چاروں سکول سے چھٹی کے بعد اپنے ڈرائیور کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

" نجف اب کیا ہو گا" شاہ زر نے در نجف کی جانب رخ موڑ کر مایوسی سے کہا۔

"وہی ہو گا شاہ زر جو منظورِ خدا ہے" در نجف نے لاپرواہی اور شرارت سے کہا۔

"نجف میں سیریس ہوں یار" شاہ زر نے خفگی سے کہا۔

" تو میں بھی سیریس ہوں" در نجف نے سنجیدہ ہونے کی ناکام کوشش کی۔

" نجف بھائی کو پتہ چلا تو وہ ہمیں بہت ڈانٹیں گے" شاہ زر نے ڈرتے ہوئے کہا تھا جس پر در نجف نے ایک نظر اسے دیکھا پھر علیزے اور فضہ کو جو معصومیت کی حدود کی چھور ہی تھیں۔

"شاہ زر تم میرے سامنے یعنی در نجف کے سامنے اس "ہٹلر" سے ڈر رہے ہو": در نجف جو تو غصہ ہی آ گیا تھا۔

"مجھے پتہ ہے تمہیں شاہ میر بھائی سے ڈر نہیں لگتا لیکن ہمیں تو لگتا ہے ناں" شاہ زر نے علیزے اور فضہ کی دلی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے امداد طلب نظروں سے در نجف کو دیکھا۔

"تم سب ٹینشن نہ لو میں سب سنبھال لوں گی" در نجف نے کالر کو سہی کرتے ایک فخر سے کہا تھا جس پر انہیں کچھ تسلی ہوئی تھی تب تک انکا ڈرائیور انہیں لینے کے لئے آ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖 💖___________💖___________

گھر آکر یونیفارم وغیرہ چینج کرنے بعد کھانا کھایا اور تھوڑی دیر ریسٹ کی اسکے ایک گھنٹے کے بعد انکا اسٹڈی ٹائم ہوتا تھا اسی لئے شاہ زر

علیزے اور فضہ نے بہت بہانے کئے لیکن بتول
آفندی اور زہرہ آفندی نے ناہیں اسٹڈی میں دھکیل ہی دیا جہاں سامنے ہی صوفے پر اکیس

سالہ شاہ میر اپنی تمام تر مردانہ وجاہت کے ساتھ کسی کتاب کے مطالعہ میں غرق تھا دروازہ کھلنے کی آواز پر نظر اٹھا کر دیکھا تو اسکی

بھوری کالی آنکھوں پر لمبی خم دار پلکیں تھیں لمبی تیکھی ناک باریک اعنابی ہونٹوں کے نیچے ہلکی ہلکی داڑھی نے اسکی خوبصورتی

میں اضافہ کر دیا تھا۔ کالے گہرے بال رد سے
کشادہ پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔
"اجاؤ" اس نے ان چاروں کو اندر آنے کی

اجازت دی تو وہ در نجف کو چھوڑ کر مرے مرے قدموں سے چلتے ہوئے صوفے پر آکر بیٹھ گئے۔

"ٹیسٹ کیسا رہا اور تم چاروں کے کتنے مارکس

آئیں ہیں ؟" شاہ میر نے اپنی کتاب ایک جانب رکھتے ہوئے نا سے استفسار کیا انکی جان تو پہلے ہی حلق میں اٹکی ہوئی تھی اسکے پوچھنے پر

مزید حالت پتلی ہو گئی تھی ان میں جو بندہ ریلیکس تھا وہ تھی در نجف۔

"ٹیسٹ دکھاؤ" شاہ میر نے ان سے ٹیسٹ مانگے تو در نجف نے بغیر کسی پس و پیش کے اسکے سامنے ٹیبل پر رکھ دیئے۔ شاہ میر جوں جوں

ٹیسٹس کو دیکھ رہا تھا اسکی کشادہ پیشانی پر لکیریں ابھر رہی تھی۔
"تم سب کے زیرہ مارکس آئیں ہیں ؟" شاہ میر نے غصے سے کہا۔

"میرے خیال میں ہم سب کے ٹیسٹ تو یہی بتا رہے ہیں" در نجف نے کافی ریلیکس اور نڈر انداز میں کہا، در نجف کے اس انداز پر شاہ میر کو

غصہ تو بہت آیا لیکن وہ ضبط کر گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے تم سب کے زیرہ مارکس
آئیں ہوں دوبارہ ٹیسٹ دکھاؤ" شاہ میر کے

دوبارٹیسٹ مانگنے پر در نجف کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔
" دیکھ تو لئے ہیں اور ویسے بھی دوبارہ دیکھنے سے نمبرز زیادہ نہیں ہو جائیں گے" در نجف نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے دلیل نہیں مانگی ٹیسٹ مانگیں ہیں" شاہ میر کے غصے کا اظہار وقت امتحان لیتی تھی یہ لڑکی اب بھی کہنے پر اس نے ٹیسٹ شاہ

میر کو پکڑائیں، در نجف اور شاہ زر میٹرک کے سٹوڈنٹ تھے جبکہ فضہ اور علیزے ٹوئینز ہونے کی وجہ سے آٹھویں جماعت میں تھیں، آج

انکے مختلف سبجیکٹ کے ٹیسٹ تھے جن میں شاہ زر، علیزے اور فضہ کے سچی میں زیرہ مارکس تھے جبکہ در نجف کے نو نمبر تھے

لیکن بڑی صفائی اور تھوڑا سا غور کرنے پر انسانی آنکھ کو معلوم ہوتا کہ یہ نو نمبر ہیں بظاہر وہ نو نمبر زیرو لگ رہا تھا۔ در نجف کی اس

حرکت نے شاہ میر کو مزید اشتعال دلا دیا تھا۔

" "یہ کیا ہے ؟" انتہائی غصہ سے اس نے پوچھا۔

"ٹیسٹ ہیں" اطمینان سے جواب دیا گیا۔

"تم لوگ، خاص کر تم بد تمیزی کرنے کے ساتھ ساتھ دھوکہ دینا بھی سیکھ گئی ہو؟" شاہ میر نے در نجف کی سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیسا دھوکہ "در نجف نے حیرانی سے پوچھا۔

"تمہارے نو نمبرز آئیں ہیں اور تم نے زیرہ بنا کر پیش کئے ہیں، کیا یہ دھوکہ نہیں ہے" شاہ میر نے

ان کے ٹیسٹ پھینکتے ہوئے غصے سے کہا شاہ میر کے غصے سے وہاں پر کھڑے وہ چاروں خوفزدہ ہو گئے تھے، ایک لمحے کے لیے تو در

نجف کو بھی ڈر نے آن گھیرا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے خود کو کمپوز کرتی ہوئی بولی۔

"نہیں" در نجف نے اطمینان سے جواب دیا۔ جو

شاہ میر کے اشتعال میں اضافہ کر گیا۔۔۔۔۔

"تو پھر یہ کیا ہے؟ "

"مما بڑی مما اور آپ بھی تو کہتے ہیں کہ بہن بھائیوں کے ساتھ پیار سے رہو جیسا اپنے لئے پسند کروں ویسا انکے لئے بھی ہو د کروانکے

دکھ اور تکلیف میں انکا ساتھ دیا کرو، تو بس میں نے بھی یہی کیا ہے" شاہ میر آفندی کے سامنے بھی در نجف آفندی تھی اپنی ہی دلیل،

اپنی ہی منطق ایک سیر تو دوسرا سوا سیر، ایک سمجھدار تو دوسرا اماہا سمجھدار۔

"تم۔۔۔۔۔۔۔" شاہ میر نے غصے سے کچھ کہنا

چاہا تھا کہ تبھی بتول آفندی اسٹڈی روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔

"کیا ہوا ہے؟" بتول آفندی نے شاہ میر کی بات کو کاٹتے ہوئے پوچھا تو ان تینوں یعنی شاہ زر، فضہ اور علیزے کو کچھ حوصلہ ہوا تھا لیکن

شاہ میر نے سب کچھ انکے گوش گزار کر دیا۔

"در نجف یہ تو غلط بات ہے "بتول آفندی نے در نجف سے کہا جو خفگی سے شاہ میر جو گھور رہی تھی۔

"چھوٹی مما اس لڑکی نے میرا دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے "شاہ میر نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"آپ میں دماغ تھا؟ "

"در نجف "بتول آفندی نے اسے ٹوکا تو در نجف نے اپنا رخ دوسری جانب کر لیا۔

"چھوٹی مما دیکھا آپ نے ؟"شاہ میر نے ان سے کہا تو انہوں نے بے بسی سے اسکی جانب دیکھا اور شاہ میر چپ چاپ مزید کچھ کہے اسٹڈی روم

سے باہر نکل گیا۔

"کیوں کرتی ہو ایسے نجف ؟ "

"پتہ نہیں مما خود بخود ہو جاتا ہے "در نجف نے ان سے کہا اور وہ چار و اپنی عزت افزائی کے بعد ریلیکس سے اسٹڈی روم سے باہر نکلے تھے۔

در نجف تو کچھ زیادہ ہی ریلیکس تھی اسے مزہ
آتا تھا شاہ میر کو تنگ کرنے میں "کیوں" اسکی وجہ تو اسے بھی معلوم نہیں تھی۔

💖___________💖___________💖

شاہ میر اور سرور آفندی آئر پورٹ پر موجود تھے سرور آفندی نے شاہ میر سے پہلے کہا تھا کہ وہ چلا جائے لیکن پھر وہ خود ہی اسکے ساتھ

چل پڑے تھے آخر دل کو ایک بے چینی تھی اتنے سالوں سے انکے چھوٹے بھائی کی آخری نشانی ان سے دور تھی اور اب ایک پل کا انتظار

بھی دو بھر ہو گیا تھا اب تو دل کر رہا تھا کہ جلدی سے وہ سامنے آ ہے اور اسے سینے سے لگا لیں اور اپنے بے چین دلیل کو قرار بخشیں، شاہ

میر انکے دل کی کیفیت سے آگاہ تھا۔
"بابا پلیز خود کو سنبھالیں" شاہ میر نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے گویا انہیں تسلی دی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

"مجھ سے صبر نہیں ہو رہا شاہ میر آپ سمجھ ہی نہیں سکتے میرے دل کی کیفیت کو، میرے دل کا چین اتنے سالوں سے مجھ سے دور ہے

جسے میں ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہتا تھا پتہ نہیں کیا وجہ تھی جو وہ ہمیں اس طرح اکیلے چھوڑ گئی ہماری ساری خوشیاں اپنے

ساتھ لے گئی" سرور آفندی نم لہجے میں بولے تھے جس پر شاہ میر صرف ضبط کے گھونٹ پی کر رہ گیا تھا۔

"اب آپ پریشان کیوں ہو رہے ہیں ان شاءاللہ اب سے وہ آپ کی آنکھوں کے سامنے رہے گی"

شاہ میر نے انہیں تسلی دی جا پر وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیئے تھے۔آخر کار دونوں کا انتظار ختم ہوا اور سامنے سا حجاب تبریزی (پھپھو)

عیر معمولی حامل کی ایک خوبصورت لڑکی تسمیہ تبریزی اور چہرے پہ دنیا جہاں کی سنجیدگی کے ساتھ ساتھ خوبصورتی لئے بڑی

بڑی گرے آنکھوں والی جن پر گہری کالی پلکیں سایہ فگن تھیں خوبصورت چھوٹی مگر تیکھی ناک میں پہنا چھوٹا سا نگ باریک قدرتی لال لب

جیسے کسی پنکھڑی گلاب کی ہوتی ہے، در نجف آفندی پیروں تک آتے میرون گاؤن کے ساتھ ہم رنگ حجاب کیئے سنجدہ سی چال چلتی ہوئی ان

تک آرہی تھی وہ چہرہ جس پہ کبھی لاابالی پن، شرارتی پن کا پورا پورا راج ہوا کرتا تھا اب انتہا کی سنجید گی چھائی ہوئی تھی سرور

آفندی اسے دیکھ دیکھ کر اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچا رہے تھے جبکہ آنکھوں میں نمی تھی۔
دوسری جانب شاہ میر مبہوت سا اسے دیکھ رہا

تھا اسکی آنکھوں میں الجھن تھی بے یقینی تھی۔

وہ تینوں ان دونوں کے پاس پہنچ گئیں تھیں حجاب تبریزی نے شاہ میر کو گلے لگا کر ملی اور ڈھیر سارا پیار کیا جبکہ در نجف آتے ہی اپنے

For more visit (exponovels.com)

بڑے بابا کے گلے لگ گئیں تھی خود پر ضبط کرنے کے باوجود بھی گرے آنکھوں سے آنسو رخسار پر بہہ نکلے تھے سرور آفندی نے اپنی

جان سے عزیز بھتیجی کے آنسو صاف کیئے اور اسکی روشن پیشانی پر بوسہ دیا۔

"ماموں جان مجھ سے بھی مل لیں "تسمیہ شاہ میر کو سلام اور خیر خیریت بھی پوچھ چکی تھی اب سرور آفندی اور در نجف کو اس طرح

ایموشنل دیکھ کر کہے بنا نہ رہ سکی۔

"ضرور ماموں کی جان آؤ" سرور آفندی نے
اسے بھی گلے سے لگایا تو در نجف کی دوسری نظر شاہ میر پر پڑی جو نظریں پھیر گیا تھا۔

"اسلام علیکم "در نجف نے پھر بھی سلام میں پہل کی۔
"وعلیکم السلام کیسی ہو ؟"شاہ میر اسکی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"الحمدللہ، آپ کیسے ہیں ؟"در نجف نے بھی فارمیلٹی نبھائی۔

"ٹھیک ہوں" شاہ میر نے کہا تو سب گھر کے لئے روانی ہوئے تھے در نجف بیک سیٹ پر دروازے کے ساتھ بیٹھ حسرت سے روشنیوں کے شہر کو

دیکھ رہی تھی جو پانچ سال میں کتنا بدل گیا تھا اسکی آنکھوں کی حسرت بیک ویو مرر سے شاہ میر کو اندر تک جھنجھوڑ گئی تھی کیوں

تھی اسکی انکھوں میں یہ حسرت ؟ اسکا جواب شاہ میر کے پاس تھا یا نہیں یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

گھر پہنچنے پر بتول آفندی کو دیکھ کر در نجف کا ضبط جواب دے گیا تھا اور اسکے ضبط کا پیالہ چھلکا تو سب کی آنکھوں میں انسو آ گئے

تھے شاہ میر کچھ بھی کہے بغیر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا جبکہ در نجف سب سے ملی تھی۔
"میں نہیں بولتا مجھ سے نہیں ملی تم" شاہ زر

نے خفگی سے کہا تو در نجف نے اسکی جانب بڑھی اور اسکے رخسار پر ہلکا سا تھپڑ مارا۔

"تم ابھی بھی نہیں بدلے" در نجف نے مسکرا کر کہا اور شاہ زر نے ایک بازو سے اسکے گرد حصار

باندھا تھا سب خوش تھے کہ انکی رونق واپس آگئی ہے لیکن شاہ میر اسکی سنجیدگی کو دیکھ کر اضطراب میں مبتلا ہو گیا

تھا۔۔۔

💖 ____________💖_____________ 💖

💖 ____________💖_____________

"اسلام علیکم بڑے بابا، بڑی مما اور میری پیاری مما" در نجف سکول کے لئے تیار ہو کر ناشتہ کی ٹیبل پر پہنچی اور

چہک کر سب کو سلام کیا

جواب میں سب نے بہت محبت سے اپنے گھر کی رونق کو پیار کیا تھا جبکہ در نجف نے شاہ میر کی موجودگی کو سرے

سے ہی اگنور کر دیا تھا۔

"در نجف، شاہ زر، فضہ اور علیزے جلدی کر و ورنہ شاہ میر تم لوگوں کی وجہ سے یونیورسٹی سے لیٹ ہو جائے

گا" بتول آفندی نے انھیں جلدی کرنے کو کہا۔

"کیوں ہم لوگ انکے ساتھ کیوں جائیں گے ڈرائیور انکل کہاں ہیں؟" شاہ زر، فضہ اور علیزے نے اثبات میں سر ہلا کر جلدی جلدی کرنے

لگے جبکہ در نجف میڈم کو اس سے بھی پروبلم تھی اور پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

"انہیں کچھ کام تھا اس لیئے آپکے ڈرائیور اپنے گاؤں گئے ہوئے ہیں" سرور آفندی نے اسکے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن بڑے بابا مجھے ایک بہت ضروری کام تھا جو میں انہیں ہی بتا سکتی تھی" در نجف نے مایوسی سے کہا تھا۔

"ارے میری جان تو اس میں مایوس ہونے والی کون سی بات ہے شاہ میر اپکے ساتھ ہے تو آپ اسے کہ دیجیئے گا" سرور آفندی سے اساد کھی

پن دیکھا نہیں گیا تو فوراً بولے۔

"اوہ چلے ٹھیک ہے آج شاہ کے ساتھ چلے جاتے ہیں" در نجف نے اپنی شرارت سے لبریز آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا جو ناشتہ کرنے میں

مصروف تھا۔

"جلدی آجاؤ میں باہر انتظار کر رہا ہوں" شاہ میر نیپکن سے ہاتھ اور ہونٹ صاف کرتے ہوئے کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا جبکہ در نجف کے علاوہ وہ تینوں جلدی جلدی کرنے لگے تھے۔

"بھائی کو ہم پر پہلے ہی بہت غصہ ہے اگر آج وہ ہماری وجہ سے لیٹ ہو گئے تو آج شامت پکی ہے، اسی لئے جلدی کرو" شاہ زر اسے بازو سے

کھینچتے ہوئے بولا تھا جو گھر کا دروازہ ایسے عبور کر رہی تھی جیسے کسی فلم ہو ڈرامے کی شوٹنگ میں سلو موچل رہا ہو، شاہ زر نے اسکا بازو کھینچا تو وہ کسی میگنیٹک کی طرح

کھینچتی چلی گئی تھی۔

"آپا آپ آگے بیٹھ جائیں" فضہ کی ڈری سہمی سی آواز اسے سنائی دی تھی اسی لئے وہ فرنٹ ڈور کھول کر آرام اور اطمینان سے اگلی

For more visit (exponovels.com)

نشست کو سنبھال چکی تھی جبکہ وہ تینوں خاموشی سے پیچھے بیٹھ گئے تو شاہ میر نے گاڑی سٹارٹ کر کے روڈ پر ڈالی۔

"شاہ مجھے اپنی دوست کے لئے گفٹ لینا ہے تو زرا مارکیٹ میں گاڑی روکئے گا" در نجف نے اسی اطمینان سے کہا۔

"نہیں، میں پہلے ہی تم لوگوں کی وجہ سے لیٹ ہو رہا ہوں" شاہ میر نے روڈ پر گاڑی دوڑانے کے ساتھ نظر بھی ادھر ہی مرکوز تھی جب

سینجدہ سا بولا۔

"نہیں شاہ آج اسکا برتھڈے ہے مجھے اسے گفٹ دینا ہے پلیز آپ گاڑی سائیڈ پر لگائیں" در نجف نے ضد کی۔

"جب میں کہہ چکا ہوں نہیں تو ضد کرنے والی کوئی تک نہیں بنتی" شاہ میر نے سلگ کر کہا۔
"بڑے بابا نے کہا تھا مجھے جو بھی کام ہے وہ

میں آپ سے کہہ دوں اور اپ اس میں میری ہیلپ کریں گے تو اب آپ انکار نہیں کر سکتے" در نجف نے اسے بات یاد دلائی جس پر شاہ میر

نے ایک سخت نظر اسکے شکل سے معصوم چہرے پر ڈالی اور غصے پر ضبط کرتے ہوئے گاڑی سائیڈ پر لگائی۔

"بس پانچ منٹس ہیں تمہارے پاس جلدی کرو" شاہ میر نے ٹائم دیکھتے ہوئے اسکے لیکچر کا ٹائم ہو گیا تھا اور وہ کبھی بھی اپنا لیکچر مس نہیں

کرتا تھا آج پہلی مرتبہ ہو رہا تھا جسکی بڑی وجہ در نجف تھی۔

در نجف سر ہلاتے ہوئے مارکیٹ کے اندر داخل ہو گئی، جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا شاہ میر کی پیشانی پر شکنیں ابھر رہی تھیں جبکہ شاہ

زر، فضہ اور علیزے کی حالت پتلی ہو رہی تھی۔
در نجف پانچ پانچ منٹ کی بجائے بیس منٹ لگا
آئی تھی اور جب دروازہ کھول کر بیٹھی تو شاہ میر اپنی خوبصورت کالی آنکھوں میں بے انتہا

سرخی لئے اسے گھور رہا تھا غصے کی وجہ سے وہ لال پیلا نیلا اور ہرا ہوا بیٹھا تھا لیکن سامنے بھی در نجف تھی جسے اس نے مکمل طور پر نظر

انداز کر دیا تھا در نجف کے آنے پر ان تینوں نے سکھ کا سانس لیا تھا جبکہ شاہ میر کچھ بھی کہے بغیر گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

💖 ___________💖___________💖

ڈنر پر سرور آفندی، زہرہ آفندی، بتول

آفندی، حجاب تبریزی، شاہ میر، شاہ زر، در نجف، تسمیہ، فضہ اور علیزے موجود تھے ڈنر

کو سب ہی انجوائے کرتے ہوئے نوش فرما رہے تھے در نجف پر تو سب کچھ زیادہ ہی فوکس کئے بیٹھے تھے جو سب کی نظروں کو خود پر واضح

محسوس کر رہی تھی سوائے شاہ میر کے کیونکہ وہ خود کو لاتعلق سا ظاہر کر رہا تھا لیکن در نجف اس بات کا نوٹس لئے بغیر خاموشی سے

اپنی پلیٹ میں ڈالی ہوئی بریانی کو کھا رہی
تھی۔

"در نجف کیسی بنی ہے؟" بتول آفندی نے پوچھا جو در نجف کے ساتھ ہی بیٹھ ہوئی تھی۔

"جی اچھی بنی ہے" در نجف نے نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا جس پر سبھی کے چہروں پر مسکراہٹ غائب ہوئی تھی، حتیٰ کہ شاہ میر نے بھی اسکی جانب دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟" در نجف نے اپنے اوپر سبھی کی سنجیدہ سی نظریں محسوس کیں تو پوچھیں بنا رہ نہ سکی۔

"تمہیں بریانی بہت پسند تھی در نجف یا اب نہیں رہی" شاہ زر نے پوچھا۔

"ہاں تو اب بھی پسند ہے مجھے بریانی"
"نہیں تمہاری اس بات کا یقین نہیں کر سکتے" سرور آفندی بھی بولے تھے۔

"اس میں یقین نہ کرنے والی کونسی بات ہے بڑے بابا" در نجف کو حیرانی ہو رہی تھی اب کے اس رویئے پر۔

"وہ اس لئے کہ ہماری در نجف کی فیورٹ ڈش بریانی ہوا کرتی تھی جو اسکی پہلی محبت اسکا جنون تھی اور جہاں بریانی ہوتی تھی وہاں

در نجف ملا کرتی تھی اور اگر گھر میں بریانی نہیں بنتی تھی تو ہماری بیٹی کھانا نہیں کھاتی تھی" سرور آفندی لہجے میں بہت ساری اداسی

کو سموئے ہوئے بولے تھے

"بڑے بابا اب میں بڑی ہو گئی ہوں، اور ویسے بھی چیزوں کو بیلینس رکھنا چاہئے ناں"

در نجف نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جس کی بات پر سبھی نے مایوسی سے مسکرائے تھے وہی پر شاہ میر اسکی سنجیدگی پر پہلو بدل کہ رہ گیا تھا۔۔

💖__________💖__________ 💖

ڈنر کے بعد تسمیہ فضہ اور علیزے نے آئس کریم کا شور ڈال دیا جس پر سرور آفندی نے انہیں جانے کی پرمیشن دے دی لیکن در نجف کا

For more visit (exponovels.com)

موڈ نہیں تھا اسے شاہ زر زبردستی لیکر کر آگیا تھا شاہ میر کی بی ایم ڈبلیو ایکس 5 گاڑی کے بیک سیٹ پر وہ چار و پتلی ہونے کی وجہ سے

بیٹھ گئیں تھیں جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر شاہ میر اور ساتھ والی سیٹ پر شاہ زر بیٹھ گیا تھا۔ گاڑی میں شاہ میر اور در نجف کے علاوہ سبھی بول رہے تھے اور وقفے وقفے وہ سب ان دونوں کو بھی مخاطب کر لیتے تھے۔

شاہ میر نے گاڑی آئس کریم پارلر کے سامنے روکی اور سبھی گاڑی سے اتر گئے سب کے پسند کی آئس

کریم کا آرڈر دیا تو شاہ زر انکی جانب بڑھ گیا جو گاڑی کے پاس ہی کھڑی باتیں بگھار رہیں تھیں۔ جبکہ شاہ میر بھی آہستہ آہستہ چلتا ہوا

ان تک پہنچ گیا تھا۔

"در نجف ایک بات پوچھوں؟" شاہ زر نے اسے مخاطب کیا جو فضہ کی کس بات پر مدھم سا مسکرا رہی تھی۔

"آپ کب سے اجازت لینا شروع ہوئے" در نجف کی بجائے تسمیہ نے اسکی ٹانگ کھینچی جس پر فضہ علیزے کا قہقہہ در نجف نے مسکراتے ہوئے

جبکہ شاہ میر نے مسکراہٹ کو دبایا تھا۔

"میں تم سے بات کر رہا ہوں" شاہ زر اپنی اس قدر عزت افزائی پر دبہ دبی سا چیخا تھا۔

"بھائی تسمیہ آپا بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں، آپ کب سے اٹیکیٹس نبھانے لگے" فضہ نے بھی

تسمیہ کا ساتھ دیا۔

"تسمیہ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے شاہ زر، تم میرے ساتھ کب سے فارمل ہونے لگے" در نجف نے خفگی سے کہا۔

"تب سے جب سے تم اتنا سنجیدہ رہنے لگی ہو" شاہ زر نے بھی دوبدو جواب دیا۔

"اسے سنجیدگی نہیں میچورٹی کہتے ہیں شاہ زر جو تمہیں زرا فی کی طرح قد لمبا ہو جانے سے بھی نہیں آئیں" در نجف نے مسکراہٹ کو دباتے

For more visit (exponovels.com)

ہوئے کہا جس پر سبھی کا قہقہہ بلند ہوا تھا جہ کہ شاہ میر بھی مسکراہٹ کو دبا نہیں سکا تھا۔

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے میرا بھائی بیشک

زرافے کی طرح لمبا ہے تو میچورٹی اتنی بڑی ٹانگوں کے گھٹنوں تک پہنچ چکی ہے دماغ تک پہنچتے میں وقت لگتا ہے ہے ناں شاہ میر بھائی"

علیزے نے بھی بات میں حصہ ڈالا اور شاہ میر کو کھینچا جو کب سے خاموش کھڑا تھا۔

"ویسے میچورٹی کا ایسے دماغ میں کیا کام

جہاں پہلے ہی گھاس بھری ہو" شاہ میر نے بھی اسکی ٹانگ کھینچی تھی۔

"بھائی آپ بھی" شاہ زر نے صدمے سے کہا تو سب ایک مرتبہ پھر سے قہقہہ بلند ہوا تھا۔

اتنے میں آئس کریم آگئی اور آئس کریم کھانے کے دوران بھی سبھی شاہ زر کو تنگ کرتے رہے تھے جس پر وہ منہ پر ٹیپ لگائے بیٹھا رہا تھا

اسکے بعد سبھی گھر کے لئے نکلے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖___________💖___________ 💖

در نجف، شاہ زر، علیزے اور فضہ کو انکے سکول ڈراپ کرنے کے بعد شاہ میر اپنی یونیورسٹی پہنچ چکا تھا جبکہ پہلا لیکچر کو سٹارٹ ہوئے

تقریباً بیس منٹ گزر چکے تھے جو کہ شاہ میر کی یونی لائف میں پہلی مرتبہ ہوا تھا روم میں داخل ہونے کی جب شاہ میر نے پرمیشن چاہی

پہلے تو پروفیسر بھی شاک ہوئے تھے لیکن پھر
اسے اندر آنے کی پرمیشن دی اور اپنا کام جاری رکھا شاہ میر اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا اور

مکمل فوکس لیکچر کو سمجھنے میں لگایا تقریباً چالیس منٹ کے بعد جب لیکچر ختم ہوا اور سبھی سٹوڈنٹس باہر نکل گئے تو زین (شاہ

میر کا دوست )اسکے پاس آیا۔
"آج اتنی لیٹ کیوں ہوئے شاہ میر "زین نے اسکے پاس بیٹھتے ہوئے وجہ پوچھی۔

"بس ہو گیا یار اب کیا بتاؤ" شاہ میر اپنی نوٹ بک پر جھکے ہی اسکی بات کا جواب دیا۔
"ایسا بھی کیا کام تھا جس نے شاہ میر کا اتنے سال کا ریکارڈ بریک کر دیا" زین نے اصرار کیا۔

"یار وہ شاہ زر لوگوں کو سکول ڈراپ کرنے میں دیر ہو گئی تھی" اس مرتبہ شاہ میر نے کرسی سے کمر ٹکاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ سہی، تو تم آج آرہے ہو "

"کہاں؟" شاہ میر نے اسکی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بھول گئے کیا" زین نے خفگی سے کہا۔

"اب بتا بھی دو زین" شاہ میر نے اسکی خفگی کی پرواہ کئے بغیر پوچھا

"اگر تمہارے اس دماغ میں کہیں میں ہوں ناں تو تمہیں یاد ہوتا کہ آج رات کو تمہارے اکلوتے دوست کی منگنی ہے' زین نے لفظوں کو چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں یاد آیا، میں آوں گا یار میرے اکلوتے دوست کی منگنی ہے" شاہ میر نے فریش موڈ سے کہا۔

"ہاں ہاں دیکھ لی تیری دوستی "

"اچھا ناں یار تجھے تو پتہ ہے ناں فائنل نزدیک ہیں تو پڑھائی میں کچھ اور یاد ہی نہیں رہتا "

"اچھا بس ٹھیک ہے ناں، اور اگر تم آج نہیں

آئے تو یہ بات یاد رکھنا کہ تیری میری دوستی ختم "

"ارے ایسے کیسے، میں ضرور آوں گا" شاہ میر کی بات پر زین نے لڑکیوں کی اترا کر نزاکت سے بالوں کو جھٹکا تھا
جس پر شاہ میر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖___________💖_________💖

رات کو شاہ میر اپنے کمرے میں تھا ابھی ابھی وہ شاور لیکر نکلا تھا جسم پر ایک عدد ٹراوزر اور گلے میں تولیہ ڈالا ہوا تھا
جس سے وہ سر

رگڑ کر صاف کر رہا تھا کہ تبھی اچانک سے روم کا دروازہ کھلا اور در نجف صاحبہ اندر پدھاریں جبکہ شاہ میر کا حلیہ
دیکھ کر آنکھیں شرم سے

جھک گئی تھیں جبکہ چہرہ دیوار کی جانب کر لیا ,I am sorry Shah " مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" در نجف اپنی زندگی میں پہلی

مرتبہ معافی مانگ رہی تھی اور وہ بھی ہٹلر سے۔

"کسی کے کمرے میں داخل ہونے کا یہ کیا طریقہ ہے در نجف" در نجف کو اپنے سامنے یوں پا کر شاہ میر یکدم بوکھلا یا تھا اسے دیکھ کر جلدی

سے بیڈ پر پڑی شرٹ کو اٹھا کر پہننے کے ساتھ ساتھ دبے دبے غصے سے کہا۔

"معافی مانگ تو رہی ہوں" در نجف نے معافی مانگی تو گویا اس پر احسان کیا ہو۔

"دیکھ سکتی ہو، اور معافی سے کیا ہو جائے گا، کوئی مینرز نام کی چیز ہوتی ہے جس سے تمہارا پالا شاید ہی کبھی پڑا ہو" شاہ میر ہنوز غصے

سے کہہ رہا تھا در نجف نے آہستہ آہستہ چہرہ اسکی جانب گھمایا تھا جب تسلی ہو گئی تو اسے گھورنے لگی۔

"الحمدللہ مجھ میں بہت مینرز ہیں جو میں ہر کسی پر ضائع نہیں کرتی" در نجف نے اسے گھورتے ہوئے کہا جس پر شاہ میر ک پارہ ہائی

ہوا۔

"در نجف اب تم۔۔۔۔۔۔۔ "

"اوہواب تو معافی بھی مانگ لی ہے اسی لئے غصہ تھوک دیں" شاہ میر کی بات کاٹتے ہوئے در نجف نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"سوری سے اب کیا ہو جائے گا "

"سوری سے کچھ بھی نہیں ہو گا" در نجف نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"در نجف کسی کے بھی کمرے میں داخل ہونے سے پہلے دروازہ ناک کرتے ہیں" شاہ میر اب کے اپنے دانتوں کے نیچے الفاظ چبا کر ادا کر رہا تھا

جیسے وہ در نجف جیسی آفت کو چبا رہا ہو۔

"اوہو شاہ، آپ تو ایسے ری ایکٹ کر رہے ہیں جیسے آپ لڑکی ہوں اور میں کوئی لڑکا"

"نجف "

"شاہ میں یہاں میتھس کے کوئسچن سمجھنے
آئی تھی نہ کہ آپکا غصہ برداشت کرنے آئی تھی" در نجف نے مزید جھنجھلاہٹ سے کہا جس

پر شاہ میر صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

"اس وقت میں نہیں سمجھا سکتا" شاہ میر کہتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور کنگھی کرنے لگا۔

"شاہ سمجھا دیجئے صبح ٹیسٹ ہے" در نجف کہتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"نہیں مطلب نہیں" شاہ میر نے انکار کرتے ہوئے خود پر پرفیوم اسپرے کیا۔

"اتنی پیاری، اتنی گولو مولو سی اتنی معصوم کزن ہوں میں آپکی پھر بھی نہیں سمجھائیں گے" در نجف نے
معصومیت کی انتہا کر دی تھی اور

گرے آنکھوں کو معصومیت سے ٹپٹپاتے ہوئے کہا جبکہ شاہ میر کے خود پر اسپرے کرتے ہاتھ یکدم تھمے تھے اور "ایک نظر" در نجف کی

معصومیت کو دیکھ کر شاہ میر کے سینے میں موجود لوتھڑا یکدم دھڑکا تھا "ایک لمحے" کی بات تھی شاہ میر نے نظروں کا زاویہ بدلا اور بنا

کسی تاثر کے سختی سے بولا۔

"نہیں اس وقت نہیں مجھے کہیں جانا ہے "
"میں بڑے بابا کو بتادوں گی" در نجف نے
معصومیت کا چولہ اتارتے ہوئے اپنا آخری ہتھیار
آزمایا۔۔۔

"دھمکی دے رہی ہو مجھے "

"آپکو پتہ ہے میں دھمکیاں نہیں دیتی" در نجف نے کہتے ہوئے نوٹ بک، بک اور پینسل اسکی جانب بڑھائی، شاہ میر کچھ پل اسے گھورتا رہا

جیسے صالم نگل جائے گا پھر غصے سے بک کو تھام لیا۔

"بہت بد تمیز ہو تم" شاہ میر صوفے کی جانب بڑھتے ہوئے دل کی بھڑاس نکالی۔

"آپکی کزن ہوں" در نجف نے لاپرواہی سے

کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"نجف"

"پلیز شاہ سمجھادیں" در نجف نے مزید التجائی انداز میں کہا تو شاہ میر بیچارے کو چار و ناچار سوال سمجھانے لگا تھا

زین کی منگنی

میں جانے کے لئے وہ تیار ہو رہا تھا جب یہ آفت

آن ٹپکی۔ مسلسل پندرہ منٹ سر کھپانے اور در نجف کو برداشت کرنا صرف شاہ میر کا

حوصلہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

💖 ___________💖_____________

💖 ___________💖___________💖

شاہ میر جلدی جلدی تیار ہو کر زین کے گھر پر پہنچا تھا جہاں منگنی کی تقریب ادا کی جا رہی تھی اسکے سبھی گھر والے رشتے دار یونی فیلوز

بھی موجود تھے شاہ میر نے خاموشی سے وقار سی چال چلتا ہوا سٹیج کی جانب بڑھا تھا جہاں زین اسے سخت گھور رہا تھا۔

"منگنی بہت بہت مبارک ہو" شاہ میر نے اسکے سامنے پھولوں والا بوکے کرتے ہوئے کہا تو زین نے زبردستی کی سمائل سے اسے پکڑ کر شکریہ ادا کیا۔

"سحر یہ میرا دوست شاہ میر" زین نے اپنے ساتھ کھڑی نازک سی لڑکی سے اسکا تعارف کروایا۔

"اسلام علیکم، منگنی کی بہت بہت مبارک ہو" شاہ میر نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"وعلیکم السلام، بہت بہت شکریہ لیکن زین کے دوست ہونے کی وجہ سے آپکو سب سے پہلے ہمیں مبارک بات دینی چاہیئے تھی شاہ میر

بھائی" سحر نے بھی نرم مسکراہٹ کے ساتھ اسے کہا تو زین نے اپنا ایک ابرو اچکایا۔

"میں جانتا ہوں تھوڑی نہیں بہت دیر ہو گئی، اسی لئے معافی چاہتا ہوں" شاہ میر کا لہجہ معذرت خواہانہ تھا جس پر سحر نے مسکراتے

ہوئے کوئی بات نہیں کہا جبکہ زین اسے لیکر سائیڈ پر آگیا۔

"لیٹ کیوں آئے ہو؟" زین نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ایک کام تھا جسے کرنا مجبوری تھی "

"ایسا کون سا کام ہے جو شاہ میر آفندی کو مجبور کر دے "

"تھا یار اب کیا بتاؤ" شاہ میر نے اسے ٹالنا چاہا۔

"پھر بھی یار ابتا تو" زین نے زور ڈالا۔

"ایک کزن ہے میری کزن نہیں آفت کہا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا ہر وقت تنگ کرتی رہتی ہے جان بوجھ کر ایسے کام کرتی ہے جن سے مجھے چڑ

ہوتی ہے اب بھی اسی کی وجہ سے لیٹ ہوا ہوں محترمہ کو ریاضی کے سوالات سمجھا کر آرہا ہوں" شاہ میر نے برے منہ بنا کر در نجف کا

انٹروڈکشن کروایا تھا جس پر زین امڈتے قہقہے کو دبا نہیں سکا تھا اور فلک شگاف قہقہے سے بہت سے مہمانوں کو اپنی جانب متوجہ کر چکا تھا۔

"کیا کر رہے ہو زین میں نے تمہیں کوئی لطیفہ سنایا ہے جو تم اس طرح قہقہہ لگا رہے ہو" شاہ میر نے اس گھر کہ تھا۔

"یار تیری کزن کا میں فین ہو گیا ہوں دی ون اینڈ اونلی شاہ میر آفندی جسے یونیورسٹی کی ساری لڑکیاں آپنا آئیڈیل مانتی ہیں وہ ایک

لڑکی سے تنگ ہے ویری انٹرسٹنگ" زین بات کنے کے بعد پھر ہنس دیا۔

"اتنی بھی بڑی بات نہیں ہے، جتنا تو ہنس رہا ہے" شاہ میر نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔

"میرے لئے بہت بڑی بات ہے یار ویسے یار ایک بات بتا تیری کزن تجھے بلیک میل کرتی ہے اگر کرتی ہے تو کس نام سے "

" یار بابا کی جان بستی ہے اس میں بہت لاڈلی ہے بابا کی اسی لئے بابا اسکی کوئی بات نہیں ٹالتے اور وہ بھی بابا کا نام لیکر مجھے بلیک میل

کرتی رہتی ہے" شاہ میر نے اسے بتایا تو وہ حیران ہو رہا تھا۔

"انکل کے نام سے سبھی کو بلیک میل کرتی ہے؟ "
"نہیں یار صرف مجھے کرتی ہے "

"شاہ میر تیری باتوں سے مجھے ایسا فیل ہو رہا ہے کہ تمہاری کزن تمہارے گھر کی رونق ہے اس میں سب کی جان بستی ہے، نہیں "

"رونق کا تو مجھے نہیں پتہ زین لیکن ہمارے گھر کے سبھی لوگوں کی جان بستی ہے اس میں "

"اور تیری" زین نے بے ساختہ پوچھا۔ شاہ میر نے اسکی جانب دیکھا۔

"میری صرف کزن ہے اور اب تم نے مجھ سے کوئی سوال پوچھاناں تو آج تیرے سپیشل دن کا لحاظ نہیں رکھنا میں نے" شاہ میر نے جواب

دیتے ہوئے فوراً اسے دھمکی بھی دی تھی جس پر وہ کندھے اچکاتے ہوئے خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔

💖 ___________💖___________💖

حجاب تبریزی، تسمیہ اور در نجف کو آیئے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا گھر میں رونق لگی ہوئی تھی سب حجاب تبریزی کی کمپنی کو انجوائے کر رہے

تھے لیکن ایک بات سب کے دماغ میں چل رہی تھی جسے پوچھنے کی ہمت کسی میں بھی نہیں تھی۔

آج اتوار تھا سب لوگ لاؤنج میں خوش گپیوں میں مصروف تھے جب شاہ میر بھی وہاں ہی چلا آیا۔۔۔۔

"پھپھو آپ نے ہماری در نجف کو کیا کیا ہے؟" شاہ زر نے گھما پھرا کر بات کی جسے سن کر

سبھی خاموش ہو گئے تھے جبکہ در نجف نے حیرانگی سے اسکی جانب دیکھا۔

"میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا" حجاب تبریزی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"پھر یہ ایسی کیوں ہے؟" ایک اور سوال۔
"کہنا کیا چاہ رہے ہو شاہ زر" در نجف نے سوال کیا۔

"میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ تم پہلے ایسی نہیں تھی "

"مطلب کیسی؟" در نجف نے مزید سنجیدگی سے پوچھا۔

"تم پہلے اتنی سنجیدہ نہیں تھی کم گو اور خاموش رہنے والی" شاہ زر نے دہرایا۔

"میں نے پہلے بھی بتایا ہے انسان وقت کے ساتھ ساتھ تھوڑا بہت تبدیل ہو جاتا ہے پھر بار بار یہ بات کیوں کر رہے ہو؟ "

"پھپھو آپ بتائیں یہ اتنی سنجیدہ کیوں ہے؟" در نجف کی بات سے شاہ زر کی تسلی نہیں ہوئی تھی اسی لئے حجاب سے پوچھ لیا۔

"اسکی وجہ تو مجھے بھی نہیں پتہ لیکن یہ جب سے پاکستان سے ہمارے پاس گئی تھی یہ تب سے ہی ایسی ہے کم بولنے والی، سنجیدہ،

اور صرف تب بات کرتی ہے جب کوئی کام ہو، حالانکہ پہلے یہ ایسی نہیں تھی پہلے اس کے سامنے ہاتھ باندھنے پڑتے تھے کہ مس در نجف

آفندی اپکو خدا کا واسطہ ہے خاموش ہو جاو لیکن یہ اور خاموشی نا ممکن بات ہوا کرتی تھی" پھپھو نے مسکراتے ہوئے کہا جسے سن کر

سبھی کے چہروں پر اداس مسکراہٹ بکھر گئی تھی شاہ میر نے اسے دیکھا جو مسکرا بھی نہ سکی تھی۔

"آپا اب کیا ہو گیا ہے ؟" فضہ نے پوچھا۔

"ہاں آپا اتنا جلدی تو کوئی نہیں بدلتا جتنا جلدی آپ بدل گئیں ہیں" علیزے نے بھی افسوس کرتے ہوئے کہا۔

در نجف نے ایک خاموش نظر سب پر ڈالی تھی سوائے شاہ میر کے۔

"انسان کو بدلنے کے لئے وقت درکار نہیں ہوتا، اگر وقت بدلنے پی آیئے تو صدیاں بھی لگ سکتی ہیں اور "ایک لمحہ " بھی جیسے "ایک

لمحے "نے میری پوری شخصیت کو بدل ڈالا "

در نجف نے انتہائی سنجیدگی سے کہا جہاں

سبھی حیران ہوئے تھے وہاں پر شاہ میر پہلو بدل کے رہ گیا تھا۔

"ماحول خطرناک حد تک سنجیدہ ہو گیا ہے "تسمیہ نے کہا

"نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں کی میں نے جس سے ماحول سنجیدہ ہو گیا ہو" در نجف

نے ماحول کی کشیدگی کو کم کرتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ اپنی باتیں جاری رکھے مجھے کام ہے تھوڑا سا میں چلتی ہوں" در نجف نے وہاں سے

چلے جانا ہی مناسب سمجھا تھا جبکہ بتول

آفندی اور زہرہ آفندی نے خاموش نظروں کا تبادلہ کیا تھا جن میں حسرت تھی ایک چاہ تھی۔

💖 __________💖__________ 💖

اگلے دن پھر سے شاہ میر نے انہیں سکول ڈراپ کیا تھا انہیں سکول کے گیٹ پر اتارنے کے بعد شاہ میر چلا گیا جبکہ شاہ زر اپنے بوائز کیمپس

کی جانب چلا گیا فضہ اور علیزے اپنی کلاس کی جانب جبکہ در نجف اپنی کلاس کی جانب چل دی جب کلاس میں ہی اسکی دوستوں نے

اسے گھیر لیا۔

"در نجف وہ کون تھا جو تمہیں ڈراپ کرنے کے لئے آیا تھا" در نجف کی دوست اریبہ نے پوچھا کیونکہ اس نے در نجف کو دیکھ لیا تھا۔

"میرے کزن تھے" در نجف نے منہ کا زاویہ بگاڑتے ہوئے بتایا۔

"کونسے کزن اور تم نے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا" در نجف کی دوسری دوست فرخ بولی تھی۔

"شاہ میر تھے" در نجف جھنجھلا کر کہا۔

"شاہ میر کون" اریبہ نے اپنا سوالوں کا ہٹاتا بوکس کھولتے ہوئے کہا۔

"فرسٹ کزن "

"انکل سرور کے بیٹے؟ "

"جی بلکل"

"تم نے پہلے کبھی زکر نہیں کیا" فرخ نے پوچھا

"ہماری دوستی کو اتنا ٹائم نہیں ہوا ناں یار اسی لئے کبھی موقع ہی نہیں ملا بتانے کا، اور ویسے

بھی اس ہٹلر کا زکر وہ بھی میں کبھی بھی

نہیں "

"ایسے تو نہ بولو یار اتنا تو پیارا ہے "اریبہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پیارے اور وہ توبہ"

"کیوں تمہیں کیا مسئلہ ہے ؟"فرخ نے تڑک کر پوچھا۔

"میرے جانی دشمن ہیں "

"وہ کیسے "

"ہم لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں "

"اس لڑائی جھگڑے میں تو پیار ہے "فرخ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"کیا مطلب ؟"در نجف نے حیرانی سے پوچھا۔

"میں نے بہت سارے ناولز میں پڑھا ہے کہ جہاں ہیرو اور ہیروئن میں جھگڑا زیادہ ہوتا ہے وہاں پر

پیار اور محبت بھی زیادہ ہوتی ہے "اریبہ نے معنی خیز لہجے میں بتایا۔

"تم نے کہانیاں پڑھی ہیں حقیقی زندگی میں ایسا کچھ نہیں ہوتا، اور ویسے بھی نہ تو وہ کوئی ہیرو ہیں اور نہ میں کوئی ہیروئن جو

ہماری لڑائی جھگڑے میں کہیں پیار چھپا ہوا ہو گا"

"لیکن یار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

"بس بہت ہو گیا اب اور ایک لفظ بھی تم دونوں نے کہا ناں تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی "در نجف نے کافی سختی سے انہیں وارننگ دی

تھی تو وہ دونوں مصلحتاً خاموش ہو گئیں تھیں

لیکن دوبارہ بات تو کرنی تھی ناں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر اگلے کئیں دن در نجف اور شاہ میر کی ذات

کا ذکر ہوتا رہا تھا جب تک در نجف کی دوستوں نے اسے یہ یقین نہیں دلا دیا کہ شاہ میر اسے تنگ کرتا ہے اس سے بات کرنے کے لئے باتوں کو

طول دیتا ہے تو در نجف بھی زہن پر پڑنے والی بار بار کی باتوں سے سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ واقع میں ایسا کچھ ہو سکتا ہے کیونکہ کچے زہن پر بار بار دستک دیتی باتیں بہت گہرا اثر چھوڑ تیں ہیں۔۔۔۔۔۔

💖__________💖__________💖

در نجف اور شاہ زر کے میٹرک کے پیپرز نزدیک تھے اسی لئے وہ دن رات ایک کر کے پڑھائی کر رہے تھے اسی وجہ سے در نجف کی شیطانیاں

بھی کافی کم ہو گئیں تھیں لیکن ایک بات تبدیل ہوئی تھی جو سب کے لئے باعث حیرت تھی کہ در نجف پہلے بھی پڑھائی کرتی تھی لیکن شاہ

میر کو اسکے دوران بھی سکون نہیں لینے دیتی تھی لیکن اب اسے تنگ کرنا تو دور کی بات تھی در نجف اسے مخاطب ہی کم کیا کرتی تھی یا

کرتی ہی نہیں تھی پڑھائی میں کسی قسم کی مدد کی ضرورت بھی ہوتی تو وہ شاہ زر کو شاہ میر کے سامنے کر دیا کرتی تھی اسے شاہ میر سے

عجیب سی جھجھک محسوس ہونے لگی تھی جس سے وہ شاہ میر کے سامنے جانا کم کر چکی تھی جہاں شاہ میر ہوتا
در نجف وہاں کہیں نہیں

ملتی تھی اس بات سے شاہ میر بھی کافی حیران ہوا تھا لیکن پڑھائی کی وجہ سے وہ بھی بزی تھا تو زیادہ کرید نا مناسب
نہ سمجھا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖 ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔💖۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔💖

در نجف اور شاہ زر پیپرز سے مکمل طور پر فری ہو چکے تھے اور اسی وجہ سے در نجف اپنی دوستوں کے ساتھ
شاپنگ وغیرہ کرنے آئیں

ہوئی تھی شاپنگ کے بعد انہوں نے لنچ کرنے کے لئے ہوٹل کا رخ کیا۔ اپنا آرڈر پلیس کرنے کے بعد وہ باتوں
میں مصروف تھیں جب اریبہ نے اسے

مکمل طور پر جھنجھوڑ ڈالا۔

"در نجف وہ دیکھو تمہارا کزن وہ بھی کسی لڑکی کے ساتھ "در نجف اسکے جھنجھوڑنے پر بوکھلا گئی تھی لیکن جب اس نے سامنے کا

منظر دیکھا جہاں شاہ میر ایک خوبصورت لڑکی کے ساتھ لنچ کرنے کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا، در نجف کو حیرانگی نے آن گھیرا

تھا کہ شاہ میر وہ بھی ایک لڑکی کے ساتھ۔۔۔
"یہ لڑکی کون ہو سکتی ہے تمہارے کزن کی گرل فرینڈ "فرخ نے پوچھا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ کون ہے "در نجف نے ناگواری سے کہا تھا پتہ نہیں کیوں اسے شاہ میر کا کسی لڑکی کے ساتھ بیٹھنا برا لگا تھا۔

"تو پتہ کرو "در نجف کی دوستوں کو در نجف سے زیادہ اس لڑکی کے بارے میں جاننے کا تجسس تھا۔

"مجھے نہیں ضرورت پتہ کرنے کی "

"کیوں بھئی کیوں ضرورت نہیں ہے "اریبہ نے برا مانتے ہوئے پوچھا

"یہ انکا پرسنل میٹر ہے "
"انکے پرسنل میٹر میں تم نہیں آتی "فرخ نے پوچھا۔

"نہیں "

"یہ کیا بات ہوئی تمہارا کزن تمہارے سامنے کسی لڑکی کے ساتھ گپے ہانک رہا ہے اور تمہیں کوئی پرواہ ہی نہیں ہے "اریبہ نے اسے مشتعل کرنا
چاہا۔

"میں کیوں کروں انکی پرواہ "درنجف نے لاپرواہ بنتے ہوئے کہا۔

"عجیب لڑکی ہو تم اسے پسند کرتی ہو اور تمہیں اسکا کسی لڑکی کے ساتھ برا بھی نہیں لگا "

"میں انہیں کوئی پسند نہیں کرتی ہوں، مجھے انکی کوئی پرواہ نہیں ہے یہ انکا پرسنل میٹر ہے وہ کیا کرتے ہیں کیا نہیں اس سے مجھے کوئی

سروکار نہیں ہے،اوراب خداکاواسطہ ہے اس بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کرناورنہ مجھ سے براکوئی نہیں ہو گا" در نجف غصے سے کہتی

ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ اریبہ اور فرخ اسکے بیہیور پر حیران رہ گئیں تھیں اگرا تنی بڑی بات نہیں تھی تو اتناری ایکٹ کیوں

کیا-------------

💖 ---------💖----------💖

زین کی شادی کی ڈیٹ فکس ہوگئی تھی تواسکی شاپنگ وغیرہ کرنے میں مدد کے لئے زین نے شاہ میر کواپنے ساتھ اپنے کو کہا تھا جس پر

شاہ میر نہ چاہتے ہوئے بھی آگیا تھالیکن شاہ میر نے اس وقت زین کی گردن پکڑی جب مال آنے کے بعد اسے پتہ چلا کہ سحر کو بھی اس

نے شاپنگ کروانی تھی شاہ میر کا یوں ان دونوں کے درمیان ہونا عجیب لگ رہا تھا شاہ میر نے ان دونوں کو مال میں شاپنگ کے لئے بھیجا

جبکہ خود بھی سرسری سامال کا جائزہ لینے لگا۔

کچھ ہی دنوں میں در نجف کا برتھڈے تھا تو شاہ میر نے اسکے لئے گفٹ لینے کا سوچا یہ شاہ میر کی زندگی میں پہلی مرتبہ ہوا تھا جب اسے

در نجف کی ڈیٹ آف برتھ یاد رہ گئی تھی کیونکہ وہ ہمیشہ ہی اسکی ڈیٹ آف برتھ بھول جایا کرتا تھا۔

گفٹ لینے کے بعد اسے پیک کروایا اپنے لئے ایک دو اشیا لیں تو زین کی اسے کال آ ہی کے وہ لوگ ہوٹل میں لنچ کے لئے پہنچ گئے ہیں وہ بھی وہاں

ہی پہنچ جائے شاہ میر نے موبائل جیب میں ڈالا اور ہوٹل کی طرف چل پڑا۔

لنچ کرنے کے دوران زین کی شرٹ پر کھانا گر گیا تو وہ اسے صاف کرنے کے لئے واش روم چلا گیا جبکہ ٹیبل پر شاہ میر اور سحر ہی رہ گئے تھے

لنچ کرنے کے دوران ہلکی پھلکی گپ شپ ہوتی رہی تھی لنچ کرنے کے بعد وہ تینوں نے گھر کی راہ لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖 ___________💖___________ 💖

💖 __________💖__________ 💖

در نجف کو اسکیچز بنانے کا بہت شوق تھا اور اسی شوق کی وجہ سے وہ گھر اور اپنے سکول میں بہت مشہور تھی اسکیچز میں اتنی صفائی

نہیں تھی لیکن پھر بھی پرفیکٹ بنتے تھے، گھر میں سبھی کے الٹے سیدھے اسکیچز وہ بنا چکی تھی، اب بھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھی اسکیچ

بنانے میں مصروف تھی بارک ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ سجائے وہ پیپر پر لیڈ پینسل سے لائینیں کھینچ رہی تھی، زہن میں نجانے کیا چل

رہا تھا لیکن پیپر پر اسکے زہن کی ترجمانی ہو رہی تھی کافی محنت کے بعد وہ اسکیچ بنانے میں کامیاب ہو گئی تھی ایک گہری سانس لیکر

سکیچ کو دیکھا جو خو بخو شاہ میر جیسا لگ رہا تھا در نجف خود کی کیفیت سے پریشان ہو رہی تھی ہاتھ بڑھا کر اسکیچ کو سہلایا تھا

عجیب سی کیفیت تھیں اسکی جو اسے خود بھی سمجھ نہیں آرہیں تھیں شاہ میر کو دیکھ کر اسکا دل بے اختیار دھڑک اٹھتا تھا وہ شاہ میر

کے سامنے جانے گھبرا جاتی تھی اور پھر ہوٹل میں شاہ میر کو کسی لڑکی کے ساتھ دیکھنا اس سے برداشت نہیں ہوا تھا عجیب سی جلن ہوئی

تھی در نجف کو غصہ یکدم عود کر آیا تھا جس سے اس نے اپنی ہی دوستوں پر اتار دیا تھا وہ مزید کچھ بھی کہے بغیر وہاں سے چلی ائی

تھی۔

"میں اب مزید شاہ میر کے سامنے ہی نہیں جاؤں گی جو مجھے ہو رہا ہے اگر کسی کو پتہ چل گیا تو پتہ نہیں کیا سوچیں گے میرے بارے

For more visit (exponovels.com)

کسی کو تو دور کی بتا ہے اگر شاہ میر کو زرا بھی بھنک پڑ گئ تو بڑے بابا سے شکایت کر دیں گے ،اور بڑے بابا سے ناراضگی میں برداشت نہیں

کر سکتی ،ہاں یہی ٹھیک رہے گا میں شاہ میر کو مکمل طور پر انداز کروں گی'' در نجف خود سے کہتی ہوئی اٹھی اور اسکیچ کو اپنی الماری

میں سب سے نچلے حصے میں چھپا دیا گہرے گہرے سانس لیکر خود کو پر سکون کیا۔۔۔۔۔۔۔

💖____________💖____________💖

رات کو فضہ اور علیزے نے شور ڈالا کہ انہیں
آئس کریم کھانی ہے تو شاہ میر نے پروگرام طے کیا کہ جلدی سے سب کو بلا کر لاؤ تو فضہ

جلدی سے در نجف کو اسکے کمرے میں بلانے کے لئے گئ لیکن در نجف نے انکار کر دیا تھا فضہ نے بہت اصرار کیا لیکن وہ سر درد کا بہانہ بنا کر

لیٹ گئ جب فضہ نے شاہ میر کو اسکے بارے میں بتایا تو شاہ میر بذاتِ خود اسے بلانے اسکے کمرے میں چلا آیا۔

"ہمارے ساتھ چلو آئس کریم کھانے" شاہ میر اسکے بیڈ کے پاس کھڑا سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"نہیں وہ میں نہیں جاسکتی میرے سر میں درد

ہے" در نجف بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے خود کو بلینکٹ میں مکمل چھپائے نظریں جھکائے شاہ میر سے مخاطب ہوئی۔

"میڈیسن لے لو اور چلو ہمارے ساتھ" شاہ میر نے نرمی سے کہا۔

"نہیں مجھے آرام کرنا ہے" در نجف نے پھر منع کیا۔

"نجف مجھے کیوں سختی کرنے پر مجبور کرتی ہو "

"نہیں میں۔۔۔۔" در نجف کے کہنے سے پہلے شاہ میر نے اسکے اوپر سے بلینکٹ ہٹایا جس سے اسکے بال چہرے پر بکھر گئیے شاہ میر نے جلدی

سے انہیں ہٹایا اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا اسکے پاؤں کے پاس سلیپر رکھی بیڈ پر پڑا اسکا دوپٹہ اٹھا کر اسکے کندھوں پر پھیلایا در نجف

نے سلیپر پہنی تو شاہ میر ہاتھ سے پکڑتے ہوئے اسے کھینچتا ہوا باہر لے جانے لگا جبکہ در نجف کے منہ پر قفل لگا ہوا تھا وہ سن سی شاہ میر

کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے چل رہی تھی کہ تبھی تیز تیز اور بے دھیانی میں چلنے کے باعث پیر کا انگوٹھا یکدم مڑا تھا ۔

"سسس آہ" در نجف کی سسکی نکلی جس سے شاہ میر اسکی جانب متوجہ ہوا۔
"کیا ہوا؟" اسکے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو ضبط سے لال ہو گیا تھا لیکن سر نفی میں ہلا رہی تھی۔

"بتاؤ کیا ہوا سر میں زیادہ پین ہو رہی ہے تو ہم ڈاکٹر کے پاس چلے جاتے ہیں" اسکی رخسار پر بہتے آنسو کو اپنے ہاتھ کی پوروں پر چنتے ہوئے شاہ میر مزید نرمی سے بولا۔

"نہیں سر نہیں پاؤں کا انگوٹھا" شاہ میر نے اسکے پاؤں کی جانب دیکھا جو رگڑ کھانے سے مکمل ریڈ ہو گیا تھا۔

"یہ کیسے ہوا؟" اسکو صوفے پر بٹھاتے ہوئے شاہ میر نے انتہائی فکر مندی سے پوچھا۔

"تب جب آپ مجھے کھینچ رہے تھے" در نجف کی آنکھوں میں بدستور آنسو بہہ رہے تھے جس سے چھوٹی ناک لال ہو گئی تھی شاہ میر کو

یکدم پشیمانی ہوئی۔ فوراً فرسٹ ایڈ باکس میں سے کریم اٹھا کر اس پر لگائی۔

"تم خود تو سختی کرنے پر مجبور کرتی ہو نجف لیکن میں پھر بھی معافی مانگتا ہوں میری جلدی کی وجہ سے یہ سب ہوا ،وہ کیا ہے ناں

سب جا رہے تھے تو تمہارا گھر رہنا مجھے اچھا نہیں لگا تو بس اسی لئے آئی ایم سوری "

"نہیں شاہ پلیز آپ معافی نہ مانگیں، تھوڑا سا درد تھا آپ نے کریم لگائی ہے ناں تو ٹھیک ہو گیا ہے "

"تو پھر چل رہی ہو "

"اب میں آئس کریم کو تو منع نہیں کر سکتی ناں" در نجف نے مسکراہٹ کو دباتے ہوئے کہا جس پر شاہ میر نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖_______________💖_______________ 💖

در نجف اور شاہ میر کے جہاں جھگڑے ختم نہیں ہوتے تھے اب ان جھگڑوں کی جگہ ہنسی مذاق ایک دوسرے کی کیئر نے لے لی تھی در نجف کا

شاہ زر کو تنگ کرنے میں شاہ میر کا ساتھ دینا اور جب شاہ زر در نجف سے بدلہ لینا چاہے تو شاہ میر کا اسے ڈپٹ دینا اب معمول بن گیا تھا گھر

والے اس نئی تبدیلی سے بہت خوش تھے اور کافی انجوائے بھی کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

در نجف اور شاہ زر کا آج رزلٹ تھا اور ساتھ میں در نجف کی سالگرہ بھی شاہ میر کا ایم بی اے کا امتحان تھا جسکی وجہ سے وہ جلد ہی نکل گیا

تھا جبکہ در نجف کی دوستوں نے اسے زبردست سی ٹریٹ دی تھی سالگرہ کی، جس کی وجہ سے وہ انکے ساتھ آؤٹنگ پر گئی ہوئی تھی سارا

دن بہت زبردست اور یادگار گزرا تھا کہ واپسی پر در نجف نے کچھ ایسا دیکھا جسکی وجہ سے اتنا خوبصورت اور روشن دن رات کے کالے سائے میں بدل گیا تھا۔۔۔۔

در نجف اور شاہ زر کافی اچھے مارکس سے پاس ہوئے تھے تو گھر والوں نے گھر میں ہی ایک چھوٹی سی پارٹی ارینج کی تھی ایک تو در نجف

کی سالگرہ اور دوسرا اسکے رزلٹ کی خوشی میں، کیک کٹ ہو گیا سبھی نے اسے وش کیا اور ڈھیر ساری دعاؤں سے بھی نوازا اور وہ مدھم

مسکراہٹ کے ساتھ سبکی دعائیں وصول کرتی رہی تھی، چھوٹے سے فیمیلی فنکشن میں شاہ میر موجود نہیں تھا سبھی نے اسے کالز کیں

تھیں لیکن اسکا موبائل بند جا رہا تھا بڑے بابا نے اسکے دوست زین کو کال کی تو انہوں نے بتایا شاہ میر انکی طرف ہے تو بڑے بابا نے خاموشی

اختیار کر لی تھی۔۔۔۔۔

دن سے شام شام سے رات ہو گئی تھی لیکن شاہ میر گھر نہیں آیا تھادر نجف بپھری ہوئی شیرنی کی طرح اسکا انتظار کر رہی تھی مین ڈور کے

سامنے بنی ہوئی سیڑھیوں پر ہی بیٹھی بے چینی سے شاہ میر کی راہ دیکھ رہی تھی آج در نجف نے شاہ میر سے صاف صاف بات کرنی

تھی کیا یہ بتا کرنی تھی کہ اس نے در نجف کو وش نہیں کیا یار زلٹ کی مبارکباد نہیں دی یا اسکا کسی لڑکی کے ساتھ انولو ہے، پہلی بات کا

جواب کہ شاہ میر ہر سال ہی اسکا برتھڈے بھول جایا کرتا تھا تو اس بات پر اتنا غصہ ہونے والی کوئی بات نہیں تھی لیکن دوسری بات

در نجف کو ہضم نہیں ہو رہی تھی وہ اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھی جب مین ڈور کھلا اور شاہ میر کی گاڑی اندر داخل ہوئی گاڑی کی تیز

ہیڈلائیٹس کی وجہ سے در نجف کی آنکھیں چندھیا گئیں تھیں اسی لئے اپنی آنکھوں کے سامنے بازو کر لیا۔

"نجف ادھر کیا کر رہی ہو؟" شاہ میر گاڑی کا دروازہ بند کرتا اس تک آ کر پوچھا۔

"آپکا انتظار" در نجف نے تھوڑے غصے سے کہا۔

"میرا انتظار" شاہ میر نے حیرانگی سے پوچھا اور پھر جیسے ہی کچھ یاد آیا ہلکی سی

مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔

"او، آئی ایم سوری میں پھر بھول گیا تھا، ایکچولی آج پیپر تھا تو کچھ یاد ہی نہیں رہا"

شاہ میر کا لہجہ معذرت خواہانہ تھا۔

"ہیپی بر تھڈے" شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔

"کس کے ساتھ بزی تھے" نجف کا لہجہ شاہ میر کو چونکنے پر مجبور کر گیا تھا اور کافی

مشکوک بھی لگا تھا۔

"دوستوں کے ساتھ" شاہ میر اسکے تاثرات

کا مشاہدہ کرتے ہوئے نارمل لہجے میں بولا۔

"دوست کے ساتھ یا کسی گرل فرینڈ کے ساتھ ؟" در نجف نے تلخی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہیں اندازہ ہے تم کیا کہہ رہی ہو" شاہ میر کو غصہ یکدم عود کے آیا تھا لیکن پھر بھی تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"اندازے کے ساتھ نہیں یقین سے بات کر رہی ہوں "

"تو پھر بکواس کر رہی ہو "

"میں بکواس نہیں کر رہی بلکہ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہوں "

"در نجف خاموش ہو جاؤ اس سے پہلے میں بھول جاؤ کہ میرے سامنے کون کھڑا ہے" شاہ میر نے اسے انگشت دکھاتے ہوئے وارن کیا۔

" بلکل آپ اپنی لمٹس تو بھول ہی گئے ہیں جسکا عملی نمونہ میں بازاروں میں دیکھ چکی ہوں" در نجف کے لہجے میں حقارت سی تھی۔

"اپنی بکواس بند کر لو، میں آخری دفعہ کہہ رہا ہوں "

"کیوں بند رکھو میں اپنی بکواس؟ کیا وہ
آپکی گرل فرینڈ نہیں ہے؟ کیا آپ اسکے ساتھ ٹائم سپنیڈ نہیں کرتے؟ کیا آپ اسکے ساتھ

ہو ٹلنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔" در نجف غصے سے بولی جا رہی تھی جب شاہ میر کا ہاتھ بلند ہوا اور اسکے نازک رخسار پر
انگلیوں کی چھاپ چھوڑ گیا۔۔۔

"در نجف آفندی اپنی زبان کو لگام دو بہت بکواس کر لی تم نے اور بہت سن لی میں نے، اسکے بارے میں ایک بھی
لفظ نکالا تو مجھ سے

برا کوئی نہیں ہو گا" اتنی زور کا تھپڑ تھا کہ شاہ میر کو اپنا ہاتھ سن ہوتا محسوس ہوا تھا

لیکن پھر بھی انگشت دکھاتے ہوئے وہ غصے سے پھنکار رہا تھا۔

"اتنا برا لگا میرا اسکے بارے میں بات کرنا؟" تھپڑ کی وجہ سے در نجف زمین پر گر گئی تھی جب کہ ہونٹوں کے
کنارے سے نکلتی خون کی

لکیر تھوڑی سے ٹپک رہی تھی ہونٹوں سے اٹھتی درد کی ٹیسوں کو برداشت کرتے ہوئے وہ تکلف دہ لہجے میں بولی تھی۔

"ہاں بہت برا لگا اتنا برا کہ میرا دل کر رہا ہے تم میری نظروں سے اوجھل ہو جاو تا کہ میں تمہارے اس خوبصورت چہرے کے پیچھے پستی میں

ڈوبی ہوئی سوچ تک کو نہ دیکھ سکو، مجھے کبھی اندازہ ہی نہیں ہوا کہ تم اتنی گری ہوئی سوچ کی لڑکی ہو اتنی گھٹیا ذہنیت کی مالک،

تم دوسروں کو ہمیشہ جج کرتی آئی ہو کبھی اپنے آپ کو جج کیا ہے تم کیا ہو؟" شاہ میر کے منہ میں جو آرہا تھا وہ بولے جا رہا تھا جبکہ

در نجف اچھی بھی زمین پر بیٹھی نم آنکھوں سے اسے خود پر برستا دیکھ رہی تھی، ہمت کرتی وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"آئی ایم سوری شاہ میر، مم مجھے آپکے پرسنل میٹر میں بولنے کا کوئی حق میں نہیں تھا میں اپنے بو کے گئے۔۔۔۔ الفاظوں پر شرمندہ

ہوں،۔۔۔۔۔۔۔اور امید کرتی ہوں کہ مجھے معاف کر دیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔اور شکریہ۔۔۔۔۔۔ہواؤں میں اڑتی در نجف کو زمین پر پٹخنے کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شکریہ

مجھے بتانے کا کہ میں کس قدر پستی کا شکار ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شکریہ یہ بتانے کے لئے کہ میری سوچ کتنی گھٹیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شکریہ یہ بتانے کے لئے کہ

آپکی زندگی میں میری کیا اوقات ہے،۔۔۔۔۔۔کوشش کروں گی کہ آئندہ آپکے سامنے اپنا مسخ شدہ چہرہ نہ لاؤ،۔۔۔۔۔۔۔"Again sorry

For more visit (exponovels.com)

در نجف روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان اپنی ذات کی تذلیل خود کر رہی تھی نم آنکھوں سے محض ایک نظر اسے دیکھتے ہوئے وہ وہاں سے

چلی گئی تھی جبکہ شاہ میر سپاٹ تاثرات کے ساتھ اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا تھا در نجف کی نم پلکوں سے بہتے جذبات شاہ میر کے اندر

ہلچل مچا گئے تھے دل کیا اسے روک لے لیکن اس مرتبہ در نجف نے بہت بڑی غلطی کی تھی شاہ میر کے کرادر پر کیچڑ اچھال کر محض ایک غلط

فہمی کی وجہ سے اگر وہ اس سے آرام سے پوچھتی تو وہ بتادیتا کہ وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ زین کی منگیتر تھی جسے وہ پیپر کے

بعد یونی سے گھر ڈراپ کرنے گیا تھا لیکن در نجف کا طریقہ غلط تھا جو شاہ میر کو بھڑکنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

💖___________💖___________💖

در نجف کمرے میں داخل ہوتے ہی بیڈ پر اوندھے منہ گرنے کے س انداز میں لیٹی تھی آنکھوں سے ہنوز آنسو بہہ رہے تھے اسے اپنے آپ سے

وحشت ہو رہی تھی وہ کسی کی ذات کو کیسے کی کر سکتی تھی اسکے پاس اختیار ہی نہیں تھا اس نے کتنی گھٹیا بات کی تھی اب وہ شاہ

میر کے سامنے کس طرح جائے گی اس سے کس طرح نظریں ملائے گے یہ ہی وہ ایک لمحہ تھا جب در نجف نے اپنے آپ سے عہد کیا کہ اب وہ

ایسی بنے گی جس سے کسی کو یا کسی ذات کو تکلیف نہ پہنچے، در نجف نے اپنے آپ کو بدلنے کا عہد کر لیا تھا اپنے دل میں سر اٹھاتے

خوبصورت جذبات کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن در نجف اپنے آپ کو بدل سکتی تھی اپنے دل کو کسی سے محبت کرنے سے نہیں روک سکتی تھی۔۔۔۔۔

ساری رات گریہ زاری کی اپنے آپ کو مضبوط بنانے میں ہلکان ہوئی الجھی ہوئی ڈور کا سرا نکالنے کی پوری کوشش کرتی رہی لیکن کوئی

سراغ ہاتھ نہیں آرہا تھا وہ ایسا کیا کرے جس سے وہ شاہ میر کو اپنی مکروہ شکل دکھانے سے بچ جائے ایسا کیا کرے جس سے شاہ میر کی نظر

بھی اس کی جانب نہ اٹھے اسی کشمکش کے عالم میں ایک پل کے لئے بھی اسکی آنکھ خشک نہیں ہوئی تھی

__________

💖___________💖___________ 💖

For more visit (exponovels.com)

صبح ناشتے کی ٹیبل پر سب لوگ موجود تھے سوائے در نجف اور سرور آفندی کے جب وہ آئے تو انہوں نے پوچھا۔۔۔

"در نجف اٹھی نہیں ابھی تک ؟"انہوں نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"نوری (ملازمہ) کو بلانے بھیجا ہے اسے ابھی

آجائے گی، آپ ناشتہ کریں "

زہرہ آفندی نے انکے سامنے ناشتہ رکھتے ہوئے کہا شاہ میر خاموشی سے ناشتہ کر رہا تھا۔

"اسے بلا کے لائیں بھئی میں اپنی بیٹی کے بغیر ناشتہ نہیں کروں گا" سرور آفندی کے لہجے میں اسکے لئے محبت تھی بے پناہ محبت جبکہ شاہ

میر چائے کا کپ رکھتے ہوئے فوراً جانے کے لئے اٹھا۔

"بی بی جی وہ در نجف بی بی کو بہت تیز بخار ہے اور اسکی وجہ سہ انکھیں بھی نہیں کھول رہیں "نوری نے گھبراتے ہوئے انہیں بتایا جبکہ

For more visit (exponovels.com)

سرور آفندی زہرہ آفندی اور بتول آفندی ایک بھی لمحہ ضائع کئے بغیر اسکے کمرے کی جانب بھاگے تھے شاہ میر کا دل کسی نے مٹھی میں

جکڑ لیا ہو اسکے کمرے میں جانے کے لئے قدم بڑھائے لیکن پھر وہی پر روک بھی لئے اور خاموشی سے گھر سے چلا گیا مزید کچھ بھی

کہے سنے اور بولے بغیر۔۔۔۔۔۔

💖__________💖__________💖

💖💖💖💖💖

ڈاکٹر نے در نجف کا مکمل چیک اپ کر لیا تھا اور انجیکشن لگانے کے بعد ریسٹ کی تاکید کرتے ہوئے چلا گیا جبکہ بتول آفندی اسکے سرہانے

بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ زہرہ آفندی اسکے دوسری جانب بیٹھی ہوئیں تھیں سرور آفندی اسکے روم میں پڑے صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے

سب ہی پریشان تھے کہ ایک رات میں ایسی کون سی بات ہو گئی جس کی ٹینشن در نجف نے لی اور اس حال کو پہنچی
،شاہ زر فضہ اور علیزے کو جیسے ہی معلوم ہوا وہ تینوں بھی

اسکے کمرے میں اسکی طبیعت پوچھنے کے لئے پہنچے تھے سرور آفندی نے ان تینوں سے بھی پوچھا تھا لیکن انہیں
بھی کچھ پتہ نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شام میں جیسے ہی در نجف کو ہوش آیا تو سب ہی بے قراری سے اسکی جانب بڑھے تھے ہلکا ہلکا سا بخار ابھی بھی تھا
لیکن کمزوری کے باعث اس

سے اٹھ کر بیٹھا بھی نہیں جا رہا تھا سب نے باری باری اس سے اسکی طبیعت کے بارے میں پوچھا تھا تو اس نے
ہلکی سی نقاہت زدہ
مسکراہٹ سے سر کو اثبات میں جنبش دی تھی۔
زہرہ آفندی نے اسے سوپ پلا کر میڈیسن دی جو اس نے بنا کسی پس و پیش کے پی لیا اور دوائی بھی کھالی، سرور آ
فندی بہت بے قرار تھے وہ

بات جاننے کے لئے جس کے باعث در نجف کی یہ حالت ہوئی، در نجف کی جیسے ہی طبیعت تھوڑی بہتر ہوئی انہوں نے اس سے پوچھنا چاہا

اور در نجف کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئے تو در نجف نے اپنا سر انکے سینے پر رکھ لیا جس سے سرور آفندی پیار اور شفقت سے اسکے بال سہلانے لگے۔

کمرے میں سرور آفندی، زہرہ آفندی، بتول
آفندی، شاہ زر، علیزے، فضہ اور شاہ میر بھی موجود تھا جسے شاہ زر زبردستی لے آیا تھا۔

"بڑے بابا، بابا کے جانے کے بعد مجھے آپکے ہوتے ہوئے انکی کبھی یاد نہیں آئی، آپ سے محبت ہی اتنی ملی کہ میرا انکو یاد کرنا آپکی

محبت کی توہین محسوس ہوا، بڑے بابا آج تک آپ نے میری ہر بات ہر خواہش کو پورا کیا ہے، اسکے لئے میں آپکی بہت شکر گزار ہوں اور

آپکی اس محبت، شفقت اور پیار کا میں جتنا شکر ادا کروں وہ کم ہو گا، لیکن پتہ نہیں کیوں آج آپکے ہوتے ہوئے بھی مجھے بابا کی بہت یاد

آر ہی ہے دل کر رہا ہے انکے پاس چلی جاؤں" سرور آفندی کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موندیں در نجف نے مدھم آواز میں سب کے

کلیجے پر قیامت کو برپا کیا تھا۔

"ایسے کیوں بول رہیں ہیں آپ بڑے بابا کی جان" سرور آفندی تو اسکی بات پر تڑپ اٹھے تھے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر بے قراری

سے پوچھا، بتول آفندی اور زہرہ آفندی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا شاہ زر فضہ اور علیزے نے بھی اسکی جانب پریشانی سے دیکھا تھا جبکہ

شاہ میر بے یقینی کی سی کیفیت سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا شوخ چنچل سی، دنیا کی ستر نگی بھیڑ میں کھو جانے والی در نجف کے

منہ سے ایسے بے رنگ الفاظ سن کر وہ بے یقین نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔

"میرا آپکو ہرٹ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا بڑے بابا پلیز آپ پریشان نہ ہوں" درنجف نے انہیں اداس دیکھ کر فوراً بات سنبھالی تھی۔

"نہیں میری جان پہلے آپ بتاؤ کہ ایسی کیا بات ہوئی جس کی وجہ سے آپ اتنی پریشان ہیں اور ایسی بات بول رہیں ہیں؟ "

"بڑے بابا میری ہر خواہش آپ نے پوری کی ہے بس ایک خواہش نہیں پوری کی" درنجف نے چہرے پر مصنوعی خفگی سجاتے ہوئے نروٹھے پن سے کہا۔

"مجھے ابھی بتائیں میں اپنی بیٹی کی ہر خواہش کو ابھی پورا کردوں گا"

"میں اپنی باقی کی اسٹڈی پھپھو کے پاس پوری کرنا چاہتی ہوں بس یہی خواہش ہے اور سب سے بڑی خواہش بھی" درنجف کی بات سے سب حیران ہو گئے تھے۔

"لیکن بیٹے آپ کیوں باہر جانا چاہ رہی ہیں جبکہ یہاں پاکستان میں بھی ٹاپ کالجز اور یونیورسٹیز ہیں میں آپکا ادھر داخلہ کروادوگا

" سرور آفندی بولے تھے جبکہ باقی سب کے منہ پر قفل لگ گیا تھا۔

"بڑے بابا آپ ہی تو کہتے ہیں کہ شوق کی اور خواہش کی کوئی حد مقرر نہیں ہے تو بس آپ یہ سمجھ لیں کہ میری خواہش ہے اور شوق بھی کہ میں بیرون ملک سے تعلیم حاصل کروں "

"وہ تو بات ٹھیک ہے در نجف لیکن بیٹا اتنی دور۔۔۔"زہرہ بتول نے کہا۔

"دور تو ہے لیکن میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ ایک دن اپ سب کو مجھ پر فخر ہو گا، پلیز بڑے بابا مجھے یقین ہے کہ آپ میری بات رد

نہیں کریں گے "در نجف نے جس مان سے کہا سرور آفندی نے دل پر پتھر رکھ کر اسے جانے کی اجازت دے دی تھی انکے فیصلہ پر کوئی

بھی دل سے خوش نہیں تھا لیکن مجبوراً در نجف کی خوشی کا خیال رکھتے ہوئے سب کے زبانوں پر قفل لگ گئے تھے۔

اس واقعے کے کچھ وقت بعد ہی در نجف پڑھائی کے لئے حجاب پھپھو کے پاس انگلینڈ چلی گئی اسکے جانے کے سارے انتظامات شاہ میر نے منہ

پر قفل لگا کر کئے تھے جانے سے پہلے کئی ہفتوں بعد در نجف شاہ میر کے دوبدو ہوئی تھی اور صرف ایک بات کہی تھی۔

"کوشش کروں گی کہ آپکو میرا مکروہ چہرہ بہت کم دیکھنے کو ملے یاد عا کروں گی کہ یہ چہرہ آپکے سامنے آنے سے پہلے ہی منوں مٹی

تلے دب جائے، اس سے پہلے اپنی ہر غلطی کوتاہی کی معافی مانگتی ہوں میں اپنے کئے پر بہت شرمندہ ہوں زندگی رہے نہ رہے آپ سے معافی مانگ کر میں اپنے دل پر دھرا بوجھ کچھ

توکم کر چکی ہوں میری مما کا بہت خیال رکھئے گا، اللہ حافظ "در نجف جاتے جاتے اسکے دل کے نہاں خانوں کو بے چینی سے بھر گئی تھی جس کو شاہ میر ہر پل اپنی نظروں کے

سامنے دیکھنے کا متمنی تھا عادی تھا وہ پری چہرہ آنکھوں سے بہت دور چلا گیا تھا جسے شاہ میر چاہ کر بھی روک نہیں پایا تھا یا شاید

اید یہ ضروری تھا۔

در نجف اسٹڈیز کے لئے انگلینڈ ت والے گئی تھی لیکن دل کی بے چینی حد سے سوا تھی جو عہد وہ پاکستان سے اپنے آپ سے کر کے آئی تھی

ااس پر قائم رہنا بہت مشکل تھا لیکن اسے قائم رہنا تھا اسے اپنے آپکو بدلنا تھا اس حد تک کہ کسی کو بھی اسکی ذات سے کوئی بھی تکلیف

نہ ملے وہ ہمیشہ خاموش ہی رہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی زبان کا زہر کوئی بھی محسوس کرے یا اسکی سوچ تک کوئی بھی رسائی حاصل کرے۔

اپنے آپ کو بدلنے کے مکمل تگ ودو میں در نجف ہلکان ہو رہی تھی اسکے اعصاب بری طرح اسکی ذات کو جھنجھوڑ رہے تھے جب جب وہ اپنے

آپ کو رکھتا محسوس کرتی شاہ میر کی تصویروں کو دیکھ لیا کرتی تھی کئیں بار تو تصویریں دیکھتے ہوئے در نجف ان تصویروں رک

سے نظریں چرا جایا کرتی تھی وہ نظر محبت کی وجہ سے یا شرم کی وجہ سے نہیں جھکتی تھی بلکہ وہ نظریں ندامت کی وجہ سے جھک

جایا کرتی تھی اور وہی ندامت در نجف کو ایک مرتبہ پھر سے تروتازہ کر دیا کرتی تھیں اسکے عہد کو نبھانے میں مدد کیا کرتیں تھی۔۔۔۔

شرارتی، ہنسنے مسکرانے والی اور نان اسٹاپ بولنے والی در نجف اب کہیں بہت پیچھے رہ گئی تھی تاحد نگاہ سے بہت دور جس تک کسی کو

بھی رسائی حاصل نہیں ہو سکتی تھی اگر وہ خود بھی کوشش کرتی تو سوائے سیراب کے اسکے پاس کچھ نہیں ہوتا ان گزرے سالوں میں

در نجف نے نہ تو کبھی شاہ میر سے کوئی رابطہ کیا اور نہ ہی شاہ میر نے کبھی کوئی رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی جبکہ اس دن کے بعد در نجف کا اپنی دوستوں تک سے رابطہ منقطع ہو گیا تھا لیکن در نجف کی خاموشی

کبھی کبھی شاہ میر کو اتنا اضطراب میں مبتلا کر دیتی تھی اور یہی اضطراب اور بے چینی تب تک قائم تھی جب اسکے سامنے در نجف روبرو تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

💖💖💖💖💖

تمہیں اداس سا پاتا ہوں میں کئیں دن سے

نہ جانے کون سے صدمے اٹھا رہی ہو تم

وہ شوخیاں، وہ تبسم، وہ قہقہے نہ رہے

ہر ایک چیز کو حسرت سے دیکھتی ہو تم

چھپا چھپا کہ خاموشی میں اپنی بے چینی

خود اپنے راز کی تشہیر بن گئی ہو تم

رات کو ڈنر کے بعد در نجف واک کرنے نے غرض سے چھت کا رخ کیا جہاں ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جو حبس زدہ موسم کی نسبت

جسم کو بہت بھلی لگ رہی تھی در نجف ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر گہرا سانس لیا اور فضا میں چھائی بھینی بھینی خوشبو سے اپنے اعصاب کو

سکون بخش رہی تھی جب اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس ہوئی۔

" نجف "ہلکی سی آہٹ کے ساتھ ہی اس وجود کی آواز سنائی دی اور یہ آواز تو در نجف بھیڑ میں بھی پہچان سکتی تھی شاہ میر کی آواز

کے ساتھ ہی در نجف کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی اتنی کہ اسے خاموشی کے باعث اپنی دھڑکن کی آواز کانوں تک کو سنائی دے رہی تھی۔

در نجف نے گہرا سانس لیا کچھ اعصاب سکون زدہ ہوئے تو رخ موڑا۔

"جی "در نجف نے کہہ کر پھر سے رخ موڑ لیا تھا اسے حیرانی ہو رہی تھی کہ اتنے دنوں سے شاہ میر نے اس سے کوئی بھی بات نہیں کی تھی تو

اب کیوں؟

شاہ میر قدم قدم چلتا ہوا اسکے پاس لیکن کچھ دوری پر کھڑا ہو گیا کہ اسکے کلون کی خوشبو در نجف کو اپنے اعصاب کو منجمند کرتی محسوس ہوئی تھی۔

"یہاں پر کیوں کھڑی ہو؟" کچھ پل کی خاموشی کے بعد شاہ میر نے خاموشی کو توڑا تھا۔

"بس ویسے" در نجف نے لہجے کو عام سا بنانے کی بھرپور کوشش کی۔

"غصہ ہو گئی ہو تم؟" ایک اور سوال شاہ میر نے پوچھا۔

"غصہ ہونے کے لئے کوئی وجہ چاہئے ہوتی ہے، جو میرے پاس نہیں ہے" ہوا سے اسکے لمبے کالے کھلے بالوں کی لٹ چہرے پر آئی جسے وہ ہٹاتے ہوئے بولی تھی۔

"مجھے لگا شاید تم صبح والی بات پر غصہ ہو" شاہ میر کو اپنی نظریں ہٹانا مشکل لگ رہا تھا۔
اور در نجف کو اسکی نظریں خود پر محسوس ہو رہی تھیں۔

"کچھ تم بھی بات کر لو" شاہ میر نے اسکی خاموشی پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات کروں اور کس سلسلے میں؟" در نجف نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے تو باتوں کو سلسلے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی" ایک چھوٹا سا شکوہ شاہ میر نے کیا۔

آنکھیں ہنوز گرے آنکھوں پر تھیں جسے در نجف نے سرعت سے جھکا یا تھا۔

"مجھے کچھ ضروری کام ہے میں جاؤں" در نجف نے اجازت چاہی تھی شاہ میر نے کچھ بھی کہے بغیر چہرہ سامنے کی جانب کر لیا اور در نجف نے محض ایک نظر اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تھا اور وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ شاہ میر نے اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے
آنکھیں زور سے بند کیں تھیں۔۔۔۔۔

💖💖💖💖💖

آفندی فیمیلی نے اپنے آبائی گاؤں شادی اٹینڈ کرنے جانا تھا، ایک دن کی شادی یعنی ولیمہ تھا مہندی بارات پر سرور آفندی اور زہرہ آفندی

جا چکے تھے جبکہ باقی سب نے ولیمہ پر آنا تھا۔

حجاب تبریزی، بتول آفندی، شاہ زر اور شاہ میر تیار ہو کر کے تھے جبکہ فضہ، تسمیہ، علیزے

اور در نجف کی تیاری ہی ختم نہیں ہو رہی تھی

۔فضہ،علیزے اور تسمیہ نے ڈفرینٹ کلرز کے خوبصورت شرارے پہنے ہوئے تھے اور انکے

مطابق اوورڈاک میک اپ کیا ہوا تھا جبکہ در نجف نے اورنج اور نیوی بلو کلر کے امتزاج کا

For more visit (exponovels.com)

شارٹ فراک، ساتھ کیپری اور گرین کلر کا دوپٹہ لیا ہوا تھا میک اپ تو لائیٹس ہی کرنا تھا لیکن

ان تینوں نے مل کر ڈارک میک اپ چکر دیا تھا لمبے سلکی اور سیدھے لمبے بالوں کو کرل ڈال کر

کھلے چھوڑے دیئے تھے، در نجف ضد کرتی رہ گئی تھی لیکن ان تینوں میں سے کسی نے بھی

اسکی بات پر کان نہیں دھرے تھے۔

جب وہ مکمل تیار ہو کر دوپٹہ لینے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی تو اپنا عکس دیکھ کر وہ حیران

رہ گئی تھی اتنا گہرا میک اپ اس نے اپنی پوری زندگی میں نہیں کیا تھا اور اب جب کیا تھا تو

انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی ایک گہرا سانس لیکر دوپٹہ لیا اور ان تینوں کے ساتھ باہر

آ گئی جہاں سب انہی کا انتظار کر رہے تھے۔

دو گاڑیوں کا قافلہ روانہ ہوا، دو گھنٹے کی

مسافت پر واقع ایک خوبصورت گاؤں تھا تسمیہ اور در نجف ایکسائیٹڈ تھیں لیکن کنفیوز بھی ہو

رہی تھی کیونکہ وہ دونوں اتنے عرصے بعد گاؤں آ رہی تھیں تو اتنی سی کنفیوژن تو بنتی تھی

لیکن وہ پورے اعتماد سے گاڑی سے اتر کر سبھی سے انتہائی مہذب اور شائستگی سے سب سے

ملیں تھیں، زہرہ آفندی نے حجاب تبریزی، تسمیہ اور در نجف کو سب سے ملوایا اور

چھوٹوں سے ملوانے کی زمہ داری فضہ اور علیزے پر ڈال دی۔

فضہ اور علیزے نے تسمیہ اور در نجف کا تعارف کروایا در نجف تو پہلے مل چکی تھی ان سے لیکن

اتنے عرصے کے بعد چہرے پہچاننے میں مشکل ہو رہی تھی اور تسمیہ تو مل ہی پہلی بار رہی

تھی، سب سے ملنے کے بعد فضہ علیزے اور تسمیہ ان کی کزنز سے باتیں کرنے بیٹھ گئیں

تھیں لیکن در نجف اتنے ہجوم میں بیٹھے ہوئے
تھک گئی تھی اس لئے وہ سب سے آخر میں

چیئر پر بیٹھ گئی سب کو اتنی دور سے دیکھ کر اتنے ہجوم سے باہر نکل کر اچھا فیل ہو رہا تھا۔

"در نجف" کسی نے اسکے سکون کو توڑا اور در نجف اسکو پہچاننے لگی تھی۔

"وائیٹ سوٹ کے اوپر بلیک واسکٹ پہنے کالے بالوں کو جیل سے ایک جانب سیٹ کئے کشادہ

پیشانی کالی سحر انگیز آنکھوں پر گھری پلکیں تیکھی ناک باریک لب جن پر مسکراہٹ رقص کر رہی تھی وہ جو بھی تھا سحر انگیز شخصیت کا مالک تھا۔

"احد؟" در نجف نے بے یقینی سے کہا۔
"شکر ہے اللہ کا آپ نے پہچانا تو" احد زہرہ
آفندی کے سب سے چھوٹے بھائی کا بیٹا تھا جو

در نجف کے انگلینڈ جانے سے پہلے ایک دو دفعہ گھر آیا تھا جس سے در نجف کی اس سے سلام دعا ہو گئی تھی۔اور مسکرا کر بات وغیرہ کر لیا

کرتے تھے۔

"کیسے ہیں آپ؟"در نجف نے خوشدلی سے اسکا حال پوچھا۔
"میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟"احد نے بھی جواباً مسکرا کر کہا۔

"الحمدللہ"در نجف نے شکر ادا کرتے ہوئے کہا تو در نجف کے ساتھ والی چئیر پر احد بیٹھ گیا۔

"ویسے آپ کب آئیں؟"احد نے پوچھا۔
"تقریباً بائیس تئیس سال پہلے"در نجف نے

شرارتاً کہا تو احد کا ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا تھا جسے ہال میں داخل ہوتے شاہ میر نے بھی

سنا تھا اس جانب دیکھنے پر جو منظر اسکی
آنکھوں نے دیکھا اس نے اسکے پورے وجود میں شرارے نکلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔

آنکھوں میں یہ وقت کئی جذبات ابھرے تھے حیرانی، خفگی، ناپسندیدگی اور شاید جلن بھی لیکن وہ اپنی فیلنگز پر قابو پاتا ہوا سٹیج

کی جانب بڑھ گیا۔

"میرا مطلب تھا انگلینڈ سے کب آئیں؟" احد نے ہنسی کو کنٹرول کرتے ہوئے پوچھا۔

"ایک ہفتہ پہلے" در نجف نے جواب دیا۔
"آپ نے بتایا ہی نہیں" احد نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

"موقع ہی نہیں ملا اور دوسرا آپکا نمبر ہی نہیں تھا، ورنہ آپکو سب سے پہلے بتاتی"

در نجف کا موڈ فریش تھا اسی لئے وہ احد سے مسکرا کر بات کر رہی تھی اور یہی بات سٹیج پر بیٹھے شاہ میر کو ناگوار گزر رہی تھی وہ پہلو پر پہلو بدل رہا تھا۔

"یہ خوب کہی آپ نے" احد ہنستے ہوئے بولا۔

"ویسے آپ ادھر کیوں بیٹھی ہوئی ہیں؟"ایک اور سوال احد کی جانب سے آیا۔

"ایکچولی سر میں پین تھی تو شور سے تھوڑا بیٹھی ہوں "

"میڈیسن وغیرہ لی آپ نے "

"نہیں شور سے دور رہو گی تو ٹھیک ہو جائے گا"

"او کے پھر میں چلتا ہوں، آپ سے اتنے عرصے کے بعد مل کر بہت خوشی ہوئی"

"مجھے بھی"در نجف نے بھی جوابا ایٹیکیٹس نبھائے تھے جب احد چلا گیا تو در نجف کی

سر سری سی نظر ارد گرد اٹھی تو سٹیج پر بیٹھے شاہ میر کی نظروں سے جا ٹکرائی تھی جو

آنکھوں میں بہت ہی سنجیدگی لئے اسے دیکھ رہا تھا در نجف نے نظریں ہٹائی اور الجھ گئی ادھر شاہ میر کو اسکی یہ حرکت ناگوار گزری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖💖💖💖💖💖

💖💖💖💖💖💖

در نجف کا اپنی طرف شاہ میر کا ان غصیلی نظروں سے دیکھنا عجیب سی کیفیت میں مبتلا کر گیا تھا وہ جتنا ان نظروں کو بھلانے کی کوشش کرتی وہ اتنا ہی آنکھوں کے سامنے
آجاتیں تھیں۔

در نجف ابھی بھی وہی پر بیٹھی ہوئی تھی جب علیزے، فضہ اور تسمیہ اسکے پاس آکر بیٹھ گئیں، گاؤں میں شادی اٹینڈ کر کے سبھی بہت

خوش تھیں لیکن اس انجوائے منٹ میں بہت زیادہ تھی بھی گئیں تھیں اسی لئے بڑوں کو گھر پہنچنے کی بہت جلدی تھی ایک تو تھکن اور

دوسرا موسم کے تیور کچھ خاص اچھے نہیں تھے۔

بڑوں کو جتنی جلدی تھی چھوٹے اتنے ہی سست تھے، سرور آفندی، حجاب تبریزی، زہرہ آفندی، بتول آفندی کو ڈرائیور کے ساتھ گھر روانہ کیا

جبکہ شاہ زر تسمیہ اور علیزے ایک گاڑی میں اور دوسری گاڑی میں شاہ میر در نجف اور فضہ

تھے۔در نجف کو فضہ نا چاہتے ہوئے بھی شاہ میر کی گاڑی میں بٹھالیا تھا لیکن در نجف بیک سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی تو فضہ کو مجبوراً

فرنٹ سیٹ پر شاہ میر کے ساتھ بیٹھنا پڑا تھا۔

دونوں گاڑیاں شہر پہنچ چکی تھیں شاہ زر کی گاڑی آگے اور شاہ میر اسے فولو کر رہا تھا شاہ زر نے گاڑی آئس کریم پارلر کے سامنے روکی تو

مجبوراً شاہ میر کو رکنا پڑا تھا۔

"بھائی آئس کریم کھالیں نہیں تو علیزے نے میرے کان کھانے ہیں" شاہ زر نے گاڑی سے اتر کر

شاہ میر کو بتایا تو وہ سبھی گاڑی سے اتر گئے سوائے در نجف کے کیونکہ ہلکی ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی اور وہ اس موسم کو دور سے

دیکھنا چاہتی تھی اور محسوس کرنا چاہتی تھی اسے ہمیشہ سے ہی یہ موسم بہت اداس کر دیا کرتا تھا۔

سبھی باہر کھڑے آئس کریم سے بھرپور انصاف کر رہے تھے اور وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھے آئس کریم کپ کو ہاتھوں میں پکڑے جانے کن

خیالات میں غوطہ زن تھی اچانک گاڑی کے شیشے پر دستک ہوئی تو در نجف نے چونک کر دیکھا شاہ زر شیشہ ناک کر رہا تھا در نجف نے شیشہ کھولا۔

"میڈم باہر آجاؤ اور ہمارے ساتھ انجوائے کرو" شاہ زر نے بارش میں بھیگتے ہوئے اسے آفر کی۔

"میں نہیں آرہی، اور میں ادھر بیٹھ کر ہی

انجوائے کر رہی ہوں" در نجف نے اسکے لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھے آپا اتنا اچھا موسم ہے" فضہ نے لالچ دی۔

"جانتی ہوں" در نجف نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو پھر آجاؤ بھیگنے میں بہت مزہ آرہا ہے" تسمیہ نے کہا۔

"نہیں یار" ایک دفعہ پھر انکار کیا۔

"آجاؤ نا باہر یار" شاہ زر بھی بولا تھا۔

"دل نہیں کر رہا ہے"

"کیوں دل کو کیا ہوا ہے؟" علیزے نے خفگی سے کہا۔

"بہت کچھ" در نجف نے شرارتاً سب کا موڈ فریش کرنے کے لئے کہا شرارتی انداز اپنایا۔

"ہمیں بھی بتادیں جناب، ہم کچھ مدد کر دیں گے" شاہ زر نے بھی شرارتی انداز اپناتے ہوئے شاہ میر کی جانب اشارہ کر کے کہا۔

"اوئے بدتمیزی نہ کرو، ورنہ تھپڑ کھاؤ گے"

در نجف نے برا مناتے ہوئے شاہ زر کو جھڑک دیا۔

"آپکو تو پتہ ہے ہمارے پاس ڈگری ہے بدتمیزی کی" فضہ نے بھی شرارتی ہنسی ہنستے ہوئے کہا جس پر سبھی کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"آجاؤ باہر" شاہ زر نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے باہر کھینچ لیا اور اسے مزاحمت کا موقع ہی نہیں ملا اور وہ باہر۔

"شاہ زر" در نجف نے خفگی سے کہا وہ سب در نجف کو لیکر کھینچتے ہوئے شاہ میر کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔

"مجھے بھیگنا پسند نہیں ہے" در نجف نے بے بسی سے بھیگتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو بہت پسند تھا" فضہ اور علیزے دونوں اکٹھے بولیں تھیں۔اور اسے یاد کروایا کہ کیسے کیسے وہ پلینز بنایا کرتی تھی بارش میں بھیگنے کے لیکن شاہ میر ان پلینز کو ناکام کر دیا کرتا تھا۔

"پہلے کی بات اور تھی یار "
"کیوں پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے ؟" تسمیہ نے پوچھا۔

"پتہ نہیں" در نجف نے دو لفظی جواب دیا اور شاہ میر سے تھوڑا دور ہو کر کھڑی ہو گئی شاہ میر اس ساری بحث میں خاموش کھڑا تھا لیکن

در نجف کی جانب دل و جان سے انو ولو تھا۔ اسکی دلی کیفیت یکسر مختلف تھی ہمیشہ کی طرح اس موسم میں چھائی جانی والی اداسی

آج کہیں بھی نہیں تھی بلکہ دلی کیفیت بہت پر سکون تھی نہ کہیں شور تھا نہ کہیں بے چینی تھی تھا تو بس ایک ایسا سکون جو شاید

در نجف کی سنگت کا اثر تھا جسے شاہ میر نا چاہتے ہوئے بھی بیان نہیں سکتا تھا۔

"شاہ میر بھائی، میں نے سنا ہے آپکی آواز بہت خوبصورت ہے تو کیوں نہ کچھ اچھا سا گانا ہو جائے" تسمیہ نے صرف خواہش کی تھی لیکن

شاہ میر کو موقع ملا تھا اپنے دل کی کیفیت کو اس واحد ایک انسان تک پہچانے کے لئے جو اسکی بولی بہتر طریقے سے جانتا تھا لیکن کچھ

عرصے سے وہ اسکی الفاظوں کے پیچھے چھپے معنی کیا الفاظ تک نہیں سنتا تھا۔

"ہاں شاہ میر بھائی پلیز کچھ سنا دیں" فضہ علیزے اور شاہ زر نے بھی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

شاہ زر نے در نجف کے ایکسپریشن دیکھے تھے سرد سنجیدہ اور پھر شاہ میر کے ایسکپریشن دیکھے تھے جن میں ایک جذبہ تھا کچھ پانے کی

تسکین کچھ کھونے کا ڈر کچھ کہنے کی تمنا بولنے کے لئے الفاظ کے چناؤ میں دشواری ایک تذبذب تھا جیسے کہہ دیا تو کیا ہو گا؟ اور اگر نہ

کا تو کیا ہو گا، شاہ میر بہت دیر تک خاموش رہا تھا۔

💖💖

کچھ اس ادا سے آج وہ پہلو نشیں رہے
کہ جب تک ہمارے پاس رہے ہم نہیں رہے

یارب کسے کے رازِ محبت کی خیر ہو
دست جنوں رہے نہ رہے، آستیں رہے

دردِ غمِ فراق کے یہ سخت مرحلے
حیراں ہوں میں کہ پھر بھی تم اتنے حسیں رہے

اللہ رے چشمِ یار کی معجز بیانیاں
ہر ایک کو ہے گماں کہ مخاطب ہمیں رہے

اس عشق کی تلافی ومافات دیکھنا
رونے کی حسرتیں ہیں جب آنسو نہیں رہے
💖💖

برستی بارش، خوبصورت رات، دلوں میں پلتے انوکھے سے جذبات، ساتھ پروان چڑھتی بے نام سی خواہشات، اس پر غنیمت اسکی دل میں

سماجانے والی خوبصورت آواز وہاں سبھی کو انوکھے سے احساسات سے دوچار کر رہی تھی۔

پرفسوں آواز اور منظر کا اثر درنجف کے دل پر بھی گہرا اثر چھوڑ رہا تھا دل کی کیفیت یکدم بہت بدلی تھی شاہ میر کا لہجہ، اسکے الفاظ،

اسکا انداز بہت کچھ جتا رہا تھا بہت کچھ بتا رہا تھا اسکے الفاظ دل میں اتر گئے تھے لیکن دماغ بار بار نفی کر رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

در نجف کا ضبط جواب دے رہا تھا اسکی آنکھیں جھلملا رہی تھی آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر رخسار پر بہنے کے لئے بے تاب تھے جنہیں وہ

بامشکل اندر اتار رہی تھی لیکن پھر بھی وہ رخساروں پر بہہ نکلے تھے کسی سے بھی نظریں ملائے بغیر آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے زور

سے رگڑتی شاہ زر کی گاڑی کی جانب بڑھی تھی
باقی سب جو شاہ میر کی آواز کو انجوائے کر رہے تھے در نجف کے تاثرات اور وہاں سے چلے

جانے سے شاہد رہ گئے تھے کیونکہ انہوں نے در نجف کے چہرے پر بارش کے پانی کے علاوہ کوئی اور بارش دیکھی تھی شاید نمکین بارش

تھی جذبات کی بارش تھی جو بارش کے پانی کے ساتھ ہی بہہ رہی تھی۔

شاہ میر نے بے بسی سے اسے جاتے دیکھا تھا اسکی دل کی بات در نجف تک پہنچ گئی تھی جسے وہ نظر انداز کرتی وہاں سے چلی گئی تھی

For more visit (exponovels.com)

شاہ میر نے بھی ضبط سے آنکھیں بند کیں تھیں اسے در نجف کا ایسے جانا ایک مرتبہ پھر سے برا لگا تھا شاہ میر اپنے آپ پر ضبط کرتا ہوا اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

"ی۔۔۔ یہ۔۔۔۔ ک۔۔۔ کیا۔۔۔ تھا؟"علیزے نے ہوش میں
آتے ہوئے بے یقینی سے پوچھا تھا۔
"گھر چل کر بات کرتے ہیں" شاہ زر بھی علیزے کی بات پر ہوش میں آیا اور سب کو گاڑی میں بیٹھنے کا کہا اس مرتبہ شاہ زر کی گاڑی میں علیزے اور در نجف تھیں جبکہ شاہ میر کی گاڑی میں تسمیہ اور فضہ۔
گاڑی میں خاموشی چھائی تھی در نجف بے آواز رو رہی تھی ادھر شاہ میر ہونٹوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پوست کئے انتہا کی سنجیدگی

سے کار ڈرائیو کر رہا تھا، دونوں گاڑیوں میں بیٹھے لوگوں کے ذہنوں میں بے شمار سوالات چل رہے تھے جس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا

سوائے شاہ میر اور در نجف کے لیکن ابھی ان دونوں کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی کہ ان میں سے کسی سے کچھ بھی پوچھا جاتا اسی لئے

For more visit (exponovels.com)

خاموشی بہتر تھی کیونکہ خاموشی کی بھی ایک اپنی زبان ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖💖💖💖💖

محبت ایک گلاب کی طرح ہوتی ہے جو دور سے بھی خوشی دیتی ہے اور جن کو ہوتی ہے یا جنکے پاس ہوتی ہے انہیں مہکاتی رہتی ہے اگر

پھول مرجھا جائے تو بھی خوشبو دیتا ہے لیکن محبت کبھی نہیں مرجھائے گی یہ وقت کے ساتھ ساتھ کھلتی اور بڑھتی رہتی ہے اسکی خوشبو

آسپاس کے لوگو کو بھی معطر کرتی رہتی ہے ایسا کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ محبت اور اسکی خوشبو دوسروں کے دلوں کو مسرور نہ کرے یا انکو خبر ہی نہ ہو۔

ایسے ہی یہ خوشبو پچھلے کچھ سالوں سے تسمیہ نے درنجف کی صورت اپنے آس پاس محسوس کی تھی جس سے وہ خود بھی مسرور

ہو جایا کرتی تھی اب یہی خوشبو شاہ زر فضہ اور علیزے نے بھی محسوس کی تھی در نجف کی ہی نہیں بلکہ شاہ میر کی بھی محبت کو محسوس کر لیا تھا۔۔۔۔

💖💖💖💖💖

ڈائننگ ٹیبل پر ناشتے کے لئے ابھی موجود تھے سوائے در نجف کے کیونکہ اسے بہت تیز بخار تھا جسکی وجہ سے وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی

تھی سبھی نے اسکی طبیعت کا باری باری پوچھا تھا سوائے شاہ میر کے کیونکہ وہ آج جلدی آفس چلا گیا تھا اسکے بعد سرور آفندی

بھی چلے گئے جبکہ شاہ زر نے کچھ دیر بعد
آفس جانے کا فیصلہ کیا اور تب سے وہ چاروں روم میں بیٹھے رات کے واقعے کو ڈسکس کر رہے تھے۔

"کیا آپ سب نے بھی وہی محسوس کیا جو میں نے نے کیا تھا؟" فضہ نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا تھا

"یہ کیسے ہو سکتا ہے، شاہ میر بھائی اور در نجف ایک دوسرے سے محبت کیسے۔۔۔؟" شاہ زر بھی الجھا پڑا تھا۔

"کیوں نہیں کر سکتے؟"تسمیہ نے خفگی سے کہا۔

"کیونکہ وہ دونوں تو لڑتے جھگڑتے رہتے تھے،ان دونوں کی آپس میں کبھی بنتی ہی نہیں تھی"علیزے نے بھی حیرانگی سے وضاحت دی تھی۔

"آپ لوگوں کو کیا لگتا ہے وہ دونوں آپس میں کیوں جھگڑا کرتے تھے؟"تسمیہ نے وضاحت مانگی۔

"بتایا تو ہے کہ انکی بنتی ہی نہیں تھی"فضہ نے کہا۔

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے وہ اپنی فیلنگز کو چھپانے کے لئے ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہوں،اور لاسٹ ٹائم ہمارے پیپرز کے بعد بھائی

اور در نجف مل کر مجھے کتنا تنگ کیا کرتے تھے"شاہ زر کے مائنڈ میں ایک کلک ہوا اور اس نے اپنا پوائنٹ بتایا۔

"ایگزیکٹلی"تسمیہ نے پر جوش انداز سے کہا۔
"اوہ مائی گاڈ،ہم لوگ کتنے بیوقوف ہیں"

علیزے نے حیرت سے کہا۔ تو فضہ اور شاہ زر بھی اپنی کم عقلی پر افسوس کرنے لگے۔

" بلکل ٹھیک کہتی ہے در نجف آپ تینوں کے بارے میں بیوقوفی میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے

" تسمیہ نے شرارتی انداز میں در نجف کی بات دہرائی تو سبھی اسے خفگی سے دیکھا۔

"اب ایسے فیسز نہ بناؤ مجھے اور زیادہ ہنسی
آیئے گی" تسمیہ نے ہنسی کو دباتے ہوئے کہا تھا

اور کمرے سے باہر آگئی باہر آتے ہی شاہ زر نے اسکی کلائی کو تھام کر اسکے جانے کے کوشش کو ناکام بنایا۔

"چھوڑے کوئی آجائے گا" تسمیہ نے کلائی کو چھڑواتے ہوئے کہا۔

"نہیں آتا کوئی، اور آپ کو بڑا تجربہ ہے محبت کے قیدیوں کو تلاش کرنے کا" شاہ زر نے اسکی کلائی پر دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔

"محبت کے قیدیوں کو تلاش کرنااور ملواناتو ثواب کا کام ہے اسی لئے میں یہ کام کر رہی ہوں "تسمیہ نے عام سے لہجے میں جواب دیا۔

"محبت کے قیدی تو ہم بھی ہے، ہمیں کب ملوار ہی ہیں آپ؟" شاہ زر نے "ہمیں" پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا آپ کو بھی محبت ہو گئی ہے؟ "
تسمیہ نے بناوٹی حیرانگی سے کہا۔

"جی بلکل" شاہ زر نے بازو چھوڑتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ ممانی جان سے بات کریں ناں کہ
آپکو آپکی محبت سے ملوادیں" تسمیہ نے مناسب سا جواب دیا۔

"سچ میں؟" شاہ زر نے تصدیق چاہی۔
"جی بلکل" تسمیہ نے مسکراہٹ کو دباتے ہوئے

کہااور وہاں سے بھاگ گئی جبکہ شاہ زر کچھ حیرانی اور خوشی کے جذبات لئے وہاں کھڑا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖💖💖💖

💖💖💖💖💖

حجاب اور تسمیہ اپنے گھر شفٹ ہو گئے تھے انگلینڈ سے انکا شوہر احمد اور بیٹا حنین تبریزی واپس آ گئے تھے اور آج انکا ڈنر آفندی ہاؤس میں تھا۔

سرور آفندی اپنے کمرے میں موجود تھے جب دروازہ ناک ہوا انہوں نے اندر آنے کی اجازت دی تو در نجف اندر داخل ہوئی تھی۔

"اسلام علیکم بڑے بابا "

"وعلیکم السلام، کیسا ہے میرا بیٹا، طبیعت ٹھیک ہوئی یا نہیں؟" سرور آفندی نے اسکے سر پر پیار کرتے ہوئے نرمی سے کہا اور اسے اپنے ساتھ بیٹھا لیا۔

"کافی بہتر ہے، آپ بتائیں آپکی طبیعت کیسی ہے؟" در نجف نے بھی نرم مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"بس اپنے بچے کا چہرہ نظر آتا رہے تو میں بلکل ٹھیک ہوں،اور آپس کی بات ہے بخار کیوں ہوا تھا؟" سرور آفندی نے رازدارانہ انداز میں پوچھا۔

"تھکاوٹ کی وجہ سے" در نجف نے عام سے لہجے میں جواب دینے کی بھرپور کوشش کی۔

"چار دنوں سے میری بیٹی کی تھکاوٹ ہی نہیں اتری" سرور آفندی اس مرتبہ لاڈ سے بولے تھے۔
" بڑے بابا کافی عرصے بعد کوئی ایونٹ اٹینڈ کیا

ہے تو شاید اسی لئے زیادہ تھکاوٹ ہو گئی تھی" در نجف نے انہیں مطمئن کرنا چاہا جس پر وہ مطمئن ہو گئے تھے۔

"آگے کا کیا پلین ہے ویسے "
"مطلب؟" در نجف نے الجھتی نظروں سے انہیں دیکھا۔

"مطلب کے اسٹڈیز کمپلیٹ ہو گئیں ہیں تو کوئی جاب وغیرہ کرنے کا پلین ہے؟ "
"نہیں بڑے بابا فلحال تو ریسٹ کرنا چاہتی ہوں ہاں بعد میں سوچا جا سکتا ہے "

"ہمم تو جاب کے بارے میں بعد میں سوچ لیجئے گا اب یہ بتائیں کہ شادی کے بارے میں کیا پلین ہے؟" در نجف انکے سوال پر شاکڈ رہ گئی تھی۔

"ش۔ شش۔ شادی؟ "

"ہمم شادی"

"ن۔۔ نہی۔۔۔ نہیں بڑے بابا، ابھی تک تو نہیں سوچا" در نجف نے لہجے کو حد درجہ نارمل رکھتے ہوئے کہا سرور آفندی نے اسکے چہرے پر تذبذب کو دیکھا تھا۔

"چلیے جب سوچ لیں تو انفارم کر دیجئے گا ہم تب بات کر لیں گے" سرور آفندی نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دی۔

اور تبھی دروازہ ناک ہو کر کھلا تھا تو دونوں نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں شاہ میر کسی فائلز میں محو نمودار ہوا۔

"بابا یہ احسان بلڈرز کی فائل۔۔۔۔۔۔۔۔" شاہ میر اپنی بے دھیانی اور عجلت بھرے لہجے میں فائلز کو سرور آفندی کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا تھا لیکن چلتی زبان کو بریک تب لگا جب اس نے در نجف کو وہاں دیکھا۔

در نجف سے اسکا سامنا چار دن بعد ہو رہا تھا دونوں کی نظریں یہ وقت ملی تھیں در نجف نے جلدی سے نظر جھکائی تھی جس سے شاہ میر کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔

"اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟" شاہ میر نے ایک کوشش کی شاید وہ نظریں اٹھا کر جواب دے گی۔

"بہتر ہے، بڑے بابا آپ لوگ بیٹھے میں چلتی ہوں" در نجف نے سرور آفندی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا اور وہاں سے چلی گئی جبکہ شاہ

میر کے پیشانی کے بل مزید گہرے ہوئے تھے ہاتھ میں پکڑی فائلز پر گرفت مضبوط ہوئی تھی اسکی پشت پر بڑی گہری نظر ڈالی تھی اس نے،

یہ دیکھے بغیر کے سرور آفندی اسکے تاثرات بڑی غور سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖💖💖💖💖

رات کو ڈنر کے بعد سبھی لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے جب احمد تبریزی اور حجاب تبریزی سے سرور آفندی نے شاہ زر اور تسمیہ کے رشتے کے

لئے بات کی تو ان لوگوں نے خوش دلی سے رشتہ قبول کیا تھا جس پر سبھی بہت خوش تھے فضہ علیزے اور در نجف بار بار اسے تنگ کر رہی

تھیں جبکہ وہ گلاب کا پھول بنی بیٹھی تھی ایسے ہی ایک خوبصورت ڈنر کے بعد وہ لوگ اپنے گھر کے لئے روانہ ہو گئے جبکہ باقی سب بھی

اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے جن میں در نجف بھی شامل تھی ابھی اپنے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور سینڈل اتارنے کے لئے جھکی

ہی تھی کہ دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا در نجف نے سر اٹھا کر دیکھا تو شاہ میر تھا جو اب دروازے سے ٹیک لگائے اپنی لال آنکھوں

سے اسے گھور رہا تھا جو اسکن قمیص، میرون پاجامے میں لمبے بالوں کو کندھے کے ایک جانب ڈالے جھکی کھڑی تھی در نجف دفعتاً سیدھی

ہوئی تھی ہاتھ کندھے پر گیا تو وہاں دوپٹہ نہیں تھا دوپٹہ بیڈ سے اٹھا کر کندھے پر اچھے سے پھیلایا اور رخ شاہ میر کی جانب کیا تو اسکا سر

شاہ میر کے سینے سے ٹکرایا تھا در نجف نے تیز ہوتے تنفس کے ساتھ چند قدم پیچھے لیکر اپنا اور اسکا فاصلہ برقرار رکھا تھا۔

"آ۔آپ۔۔ یہاں پر کیوں آئیں ہیں ؟" در نجف نے خشک ہوتے ہونٹوں کو زبان سے تر کرتے ہوئے پوچھا تھا ۔

"بات کرنے آیا ہوں تم سے" شاہ میر اسکی جانب قدم لیتے ہوئے بولا تھا۔
"کیوں؟" در نجف نے بے ساختہ قدم پیچھے لینے شروع کر دیئے تھے۔

"بات کیوں کرتے ہیں؟" شاہ میر کے قدم ہنوز در نجف کی جانب اٹھ رہے تھے۔

"پپپ۔۔۔ پتہ نہیں" در نجف نے چند قدم پیچھے لئے تھے اور مزید کے لئے تگ ودو بھی کر رہی تھی لیکن وہ قدم رائیگاں جارہے تھے کیونکہ اسکی

پشت دیوار سے جا لگی تھی اور اسے اپنی جان فنا ہوتی نظر آ رہی تھی۔

"کیوں کر رہی ہو تم یہ سب ؟" شاہ میر دیوار پر در نجف کے دونوں سائیڈوں پر ہاتھ رکھ کر اسکے جانے کی راہیں بند تال کرتے ہوئے بولا تھا۔

اور وہ اسکے چہرے پر نظریں گاڑھے بند تال یعنی اس تالاب کی طرح جو چاروں جانب سے گھرا ہوا ہوتا ہے جس سے کھیت سیر اب ہوتے یں ویسے ہی در نجف کی دید سے اپنے دل سے روح تک کو سیر اب کر رہا تھا۔

"مم میں کک کیا کر رہی ہوں ؟" در نجف نے گھبراتے ہوئے اس سے پوچھا تھا جبکہ نظریں بھی اسکی آنکھوں پر جمائی تھیں۔

"تمہاری نظر میں میری کوئی اوقات کوئی اہمیت نہیں ہے جو تم یوں سب کے سامنے میری ذات کی نفی کرتی ہو" شاہ میر کے لہجے سے در نجف کو اپنی پورے جسم میں سر سراہٹ سی محسوس ہوئی تھی آنکھیں فورا بند ہوئیں تھیں۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں" در نجف نے اس مرتبہ اپنے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے کہا تھا۔

"تم آخر کہنا کیا چاہتی ہو ؟ "

"میں صرف یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ آپ کو ایسا کیوں لگا کہ میں آپکو اگنور کر رہی ہوں، حالانکہ ہمارا شروع سے ایسا کوئی ریلیشن نہیں

رہا کہ میں آپکو اگنور کروں اور آپ اس طریقے سے اتنی رات کو میرے روم میں داخل ہو کر یہ سوال پوچھیں اور پیچھے ہو کر بات کریں

" درنجف کا پہلے سے کافی مضبوط لہجہ تھا اپنے دونوں ہاتھ شاہ میر کے سینے پر رکھ کر اسے خود سے اتنا دور کر دیا کہ ان میں پانچ قدم کا فاصلہ پیدا ہو گیا تھا۔

"اگر بات مجھے ایسا لگنے کی ہے تو کیا تم نے مجھ پر اس احد کو فوقیت نہیں دی، کیا اس رات تم سب کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کروں

اور میرے ساتھ کھڑے ہونے تک تم اعتراض کرو، سبکے ساتھ نارمل بی ہیو کروں اور میرے ساتھ بات کرنا تو دور کی بات ہے میری طرف

دیکھنا تک گوارا نہیں ہے تو کیا یہ میری ذات کی نفی نہیں؟" شاہ میر کا لہجہ اور انداز جلن سے لبریز تھے شاہ میر کیا بول رہا تھا اسے خود

بھی معلوم نہیں تھا بس جو کھولن تھی اتنے دنوں کی آج وہ باہر نکل رہی تھی اسکے الفاظوں کے زیر اثر در نجف کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

"آپ کو اندازہ ہے آپ کیا بول رہے ہیں؟" در نجف نے شدید حیرت کے زیر اثر کہا تھا۔
"نہی مجھے نہیں اندازہ میں کیا بول رہا ہوں اور

مجھے انکے مطلب بھی نہیں سمجھنے میں یہاں بس ایک بات کہنے آیا ہوں، مجھے تم آئیندہ احد کے ساتھ نظر نہ آؤں ورنہ جو میں کروں گا

وہ تم برداشت نہیں کر پاو گی اور ایک آخری بات اتنی رات کو اس کمرے میں آنے کی تو یہ آدھا ر رہااب میں تمہارے کمرے میں نہیں آوں گا

بلکہ پورے حقوق کے ساتھ تم میرے کمرے میں
آوں گی اس ننھے سے دماغ میں یہ بات بٹھالو" اسکی پیشانی پر شہادت کی انگلی سے دستک

دیتے ہوئے شاہ میر نے کہا اور ایک نظر اسکے سفید چہرے پر ڈالتے ہوئے جیسے آیا تھا ویسے چلا گیا جبکہ در نجف
اسکی آخری بات پر غور

کرتی رہ گئی تھی مرے مرے قدموں سے بیڈ پر
آکر بیٹھی تھی سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے گلاس کو بے ساختہ لبوں سے لگایا تھا اور ایک سانس میں اسے ختم کر ڈالا تھا۔

اچھی گلاس رکھا ہی تھا جب دروازے پر دستک ہوئی در نجف اچھل پڑی تھی گلاس نیچے گرتے گرتے بچا تھا۔

"ککون؟" ڈرتے ڈرتے اس نے پوچھا۔ اور تبھی بتول آفندی اور زہرہ آفندی اندر داخل ہوئیں تھیں۔

"کیا کر رہی ہے ہمارے بیٹی؟" زہرہ آفندی اسکے پاس بیٹھتے ہوئے بولی تھی جبکہ بتول
آفندی بھی ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئیں۔

"کچھ نہیں، آپ لوگ یہاں پر" در نجف نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔

"کیوں ہم لوگ یہاں نہیں آسکتے کیا" زہرہ
آفندی نے خفگی سے کہا تھا۔
"ارے نہیں ایسی بات نہیں ہے"

"تو پھر کیسی بات ہے؟"بتول آفندی نے بھی کہا تھا۔

"خوشی ہورہی ہے آپ لوگوں کو اپنے کمرے میں دیکھ کر "
"سچی"زہرہ آفندی نے شاکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"مچی، بڑی مما"زہرہ آفندی کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے درنجف نے کہا تھااپنے لہجے کو حد درجہ نارمل رکھنے کی پوری کوشش کررہی تھی۔

"ہماری بیٹی بہت پیاری ہے کیوں بتول؟"زہرہ
آفندی نے اسکی پیشانی کو چومتے ہوئے کہا تھا۔

"بلکل بھابھی"بتول آفندی نے کہااور نظریں جھکالیں۔

"مجھے دال میں کچھ کالا نظر آرہاہے"درنجف نے شرارتی انداز میں کہا۔

"نہیں میری جان دال میں کچھ کالا نہیں ہے بلکہ پوری دال ہی کالی ہے" زہرہ آفندی نے بھی شرارتی انداز میں کہا تھا۔

"تو پھر بتائیں کیا بات ہے" در نجف نے گھبراتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

" بات یہ ہے نجف کے شیراز بھائی نے تمہارے لئے احد کا رشتہ مانگا ہے" بتول آفندی نے اسکے سر پر جیسے بم پھوڑا تھا اور وہ حیران نظروں سے

زہرہ آفندی اور بتول آفندی کو دیکھ رہی تھی ساتھ دماغ میں شاہ میر کی بات گھوم رہی تھی۔

"لیکن نجف ہم نے ہمیشہ تمہیں شاہ میر کے ساتھ دیکھا ہے" دوسرا بم بھی در نجف کے سر پر پھٹا تھا۔

" سرور بھائی کی، زہرہ بھابھی کی اور میری بھی یہی خواہش ہے کہ تمہاری شادی شاہ میر سے ہو" بتول آفندی اسکے تاثرات کو دیکھتے

ہوئے آرام اور ٹھہر ٹھہر کر بات کر رہیں تھیں اور در نجف سب کچھ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں سن رہی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

"یہ ہماری ہی نہیں بلکہ تمہارے بابا کی بھی یہی خواہش تھی بچپن میں ہی تم دونوں کا رشتہ طے ہو گیا تھا وقت گزرتا رہا اور تم دونوں بڑے

ہوتے گئے تمہاری اور شاہ میر کا آپا یا جھگڑا ہی ختم نہیں ہوتا تھا تو ہم سب نے یہی فیصلہ کیا کہ اس بارے میں تم دونوں سے چھپایا جائے اور

ہم اچھی بھی کچھ وقت نہ بتاتے لیکن شیراز بھائی نے تمہارا ہاتھ مانگ کر ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم ساری حقیقت کو تمہارے سامنے رکھیں اور

تم ہی ختمی فیصلہ کرو گی، بھائی صاحب بھی پہلے تمہاری مرضی کو ترجیح دے رہے ہیں، اسی لئے میں اور بھابھی تم سے اس موضوع پر

بات کر رہے ہیں" بتول آفندی نے بہت نرمی سے اسکا ہاتھ سہلاتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھیں جبکہ زہرہ آفندی چپ بیٹھی ہوئیں تھیں

اور در نجف سر جھکا کر بات سن رہی تھی اور
آنسو پینے اور مضبوط ہونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"دیکھو نجف تمہارے پاس دو آپشن ہیں ایک احد جو بہت ہی سلجھا ہوا اور ویل مینرڈ ہے جبکہ شاہ میر کی ہر اچھی
اور بری عادت کو تم

سے بہتر اور کوئی نہیں جان سکتا، تم جتنا وقت لینا چاہو لے سکتی ہو لیکن فیصلہ جو بھی کرنا سوچ سمجھ کر کرنا" بتول
آفندی نے اس

پر واضح کر دیا تھا اور پھر چپ ہو کر اسکے بولنے کا انتظار کرنے لگیں۔

"مما آپکو پتہ ہے احد علیزے میں انٹرسٹڈ ہے پھر بھی میرا رشتہ۔۔؟" در نجف نے دونوں کی جانب دیکھتے
ہوئے کہا تھا جس پر وہ دونوں

خاموش ہو گئی تھیں۔

"ہمیں معلوم ہے احد اور علیزے کے بارے میں، اسی لئے تو ہم نے یہ فیصلہ تم پہ چھوڑ دیا ہے" زہرہ آفندی نے
پیار سے کہا۔

"بڑی مما آپکو پتہ ہے میری اور شاہ میر کی کبھی نہیں بنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہم اتنا جھگڑا کرتے تھے لیکن یہ پوری زندگی کا فیصلہ

ہے، مجھے نہیں لگتا کہ ہم کبھی بھی ایڈ جسٹ کر پائیں گے "در نجف نے دل پر پتھر رکھ کر شاہ میر کی باتوں کو بھلائے اس رشتے کی سب سے

بڑی خامی بتائی تھی اور انہیں اس سے باز رکھنا چاہا تھا لیکن وہ دونوں اسکی بار پر مسکرا رہیں تھیں۔

"بھابھی ہماری در نجف نے ہمیشہ وہی کیا جو دل نے چاہا لیکن ایک فیصلہ دماغ سے کیا جو اتنے سال ہم سب کے لئے ازیت کا باعث بنا رہا تھا

اور آج پھر یہ فیصلہ دماغ سے کر رہی ہے "بتول آفندی نے آبدیدہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"دیکھو نجف ہم نہیں جانتے تمہارے اور شاہ میر کے درمیان کیا کشیدگی چل رہی ہے یا کیا غلط فہمی ہے لیکن ہم اتنا جانتے ہیں تم دونوں

For more visit (exponovels.com)

نے دماغ سے فیصلے کرتے ہو کیونکہ دل کی آواز کو دونوں ہی فراموش کر دیتے ہو" زہرہ آفندی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" نجف ہم چاہتے ہیں تم اپنے دل سے فیصلہ کرو"

"میں شاہ میر کے لائق نہیں ہوں بڑی مماوہ

مجھ سے کئیں گنا اچھی لڑکی کو ڈیزرو کرتے ہیں جس کی سوچ ان سے ملتی ہو، جن کی

ذہنیت میں کسی قسم کا کوئی بھی تضاد نہ ہو" در نجف نے بے بسی سے ایک اور دلیل دی۔۔۔

"تم سے بہتر کوئی ہو سکتا ہے اسکے لئے ؟" زہرہ آفندی نے اسکی دلیل کو رد کر دیا۔

"لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔ "

" نجف ہم مجبور نہیں کریں گے تمہارا جو بھی فیصلہ ہو گا ہمیں بتا دینا، ہم تمہارے ساتھ ہیں لیکن ہم اچھے کی امید رکھتے ہیں" بتول آفندی

نے اسکی بات کو کاٹ کر کہا تھا اور مزید کوئی بھی بات کئے بغیر وہاں سے چلی گئی جبکہ زہرہ آفندی اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور وہ بھی

بلی گئیں ج کہ در نجف اپنا گھومتا سر تھامے وہی بیٹھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💖💖💖💖

💖💖💖💖💖

علیزے، احد، فضہ اور حنین کی منگنی جبکہ تسمیہ، شاہ زر اور در نجف شاہ میر کے نکاح کی ڈیٹ فائنل ہو گئی تھی آ فندی ہاؤس میں تمام

تقریب ایک ہی دن منقعد تھی نکاح کی تیاریاں خوب زور و شور سے جاری تھیں تسمیہ اور شاہ زر، فضہ حنین، علیزے احد، دل جمعی سے

تیاریاں کر رہے تھے آفندی ہاؤس میں ہر کوئی خوش تھا مطمئن تھا ان سب میں دو نفوس بلکل خاموش ہو گئے تھے ایک وجود مطمئن تھا تو

دوسرا وجود ہر کسی کو نظر انداز کرتی رہتی تھی سارا دن کمرے میں گزرتا لنچ اور ڈنر سب کے ساتھ اور وہ بھی تب جب شاہ میر نہیں ہوتا

تھا سب کے ساتھ کرتی تھی۔

نکاح کے لئے "ہاں" در نجف نے بہت سوچ سمجھ کر کی تھی وہ اپنا آپ اپنی انا بھول سکتی تھی لیکن احد اور علیزے کے درمیان نہیں آسکتی

تھی اسی لئے در نجف نے اپنی تمام تر تکلیف کر لو جذبات کو ایک جانب رکھ کر شاہ میر کے نکاح کے لئے ہاں کی تھی لیکن اس کے سامنے

آنے سے گریز کر رہی تھی۔ یہ گریز کوئی شرم یا حیا نہیں تھی ہر بار کی طرح ندامت سر اٹھاتی تھی جو اسے ہر بار کی طرح اپنی پست

سوچ کی پستی میں ڈال دیتی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

شاہ میر نے بہت کوشش کی اس سے ایک ملاقات کرنے کی یا اس سے بات کرنے کی لیکن در نجف نے اس کی ذات کو نظر انداز کر کے رکھ دیا تھا

شاہ میر کا اس سے سامنا بہت ہی کم ہوتا تھا ادھر سے در نجف ایسے غائب تھی جیسے کبھی سامنا ہی نہیں ہو گا لیکن ہوتا تو وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے۔

زہرہ آفندی، بتول آفندی، حجاب تبریزی، شاہ زر، تسمیہ، فضہ، علیزے احد، حنین سبھی لوگ مشترکہ شاپنگ کے لئے گئے ہوئے تھے اور گھر

میں صرف در نجف تھی جو اپنی طبیعت خرابی کا بہانہ کر کے گھر ہی رک گئی تھی کیونکہ

آفس سے شاہ میر نے بھی انہیں جوائن کرنا تھا اور شاہ میر کا سامنا ہی تو در نجف نے نہیں کرنا تھا۔

موسم میں ہلکی ہلکی خنکی چھائی ہوئی تھی در نجف شاور لیکر گیلے بالوں میں کنگھی کرنے کے بعد ویسے ہی لاونج میں آگئی تھی بالوں کی

لٹوں سے گرتے موتی اسکی کمر کو بھگو رہے تھے اور وہ ان سب سے بے پرواہ سی صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی اور بیٹھے بیٹھے کب اسکی

آنکھ لگی اسے احساس ہی نہ ہوا احساس تو تب ہوا جب اسے ایک مانوس سے خوشبو کا ہالہ اپنے آس پاس محسوس ہوا وہ خوشبو اسکے

اتنے پاس تھی کہ اسے گماں ہوا کہ وہ اس شخص کی سنگت میں ہے جو اسکے دل کے کسی نہاں خانے میں رہتا ہے در نجف نے گہری سانس

لیکر اس خوشبو کو اپنے اندر اتارا، اپنے پاس کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے
آنکھیں کھولیں تو شاہ میر اسکے ساتھ بیٹھا

اسکے موہنے چہرے کو فرصت سے دیکھنے میں
محو تھا در نجف نے گھبرا کر اٹھنا چاہا تھا لیکن شاہ میر نے اسکی کلائی سے پکڑ کر واپس بیٹھا

لیا جیسے اسے معلوم تھا اب کہ وہ کیا کرے گی۔

"شاہ میر پلیز مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی میرا ہاتھ چھوڑیں" در نجف اسکی حرکت پر حیران رہ گئی تھی کیونکہ اتنے سال شاہ میر

اسے صرف زبان سے ہی مخاطب کرتا تھا اور اب اسے کیا ہو گیا تھا اس رات کمرے میں آنے والی حرکت اور اب یہ ہاتھ پکڑنے والی حرکت،

در نجف نے در نجف نے لہجے کو ہموار رکھتے ہوئے اپنی۔ کلائی چھڑوانے چاہی لیکن شاہ میر کی گرفت اور زیادہ مضبوط ہوئی تھی۔

"شاہ میر پلیز" در نجف نے ایک اور کوشش کی تھی لیکن شاہ میر ایک دم سے اٹھا یا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے لگا در نجف کی کلائی

ہنوز اسکے ہاتھ میں تھی اور وہ اسکے ساتھ بھاگنے کے سے انداز میں گھسیٹ رہی تھی کمرے میں داخل ہونے کے بعد شاہ میر نے اسکی کلائی

ایک جھٹکے سے چھوٹی تھی جس سے وہ بامشکل گرتے گرتے بچی تھی در نجف نے چہرہ گھوما کر دیکھا تو شاہ میر کمرے کا دروازہ لاک

کر رہا تھا۔

"شاہ میر یہ کیا طریقہ ہے؟" در نجف نے شاہ میر کو دروازہ لاک کرتے اور اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"مجھے باہر جانے دیجئے" در نجف نے غصے سے کہا تھا اور دروازے کی جانب بڑھنے لگی جب شاہ میر نے اسے دونوں کندھوں سے پکڑ کر دیوار

سے اسکی پشت لگا دی دیور اپر اسکے دونوں جانب ہاتھ رکھ دیئے تا کہ وہ کہیں بھاگ نہ جائے غصہ، بے چینی اور اضطراب کے تاثرات لئے وہ

اپنی لہو چھلکاتی آنکھوں سے در نجف کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جہاں حیرانی، پریشانی، گھبراہٹ اور اس قدر شاہ میر کی قربت سے

تذبذب کا۔ شکار ہو رہی تھی، ہمت کر کے اس نے شاہ میر کی جانب دیکھا۔

"شاہ میر یہ کوئی طریقہ نہیں ہے بات کرنے کا" لہجے کو تھوڑا غصے والا بناتے ہوئے در نجف نے کہا۔

"شاہ، شاہ کہو" اسکے چہرے کی اڑی رنگت کو دیکھتے ہوئے شاہ میر مزید اسے بوکھلانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"جو بھی ہے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے بات کرنے کا"

"تو پھر تم سکھادو، مجھے تو نہیں آتا "

"تھوڑا دور رہ کر بات کریں" در نجف نے نظروں کا زاویہ بدلتے ہوئے کہا تھا اسکی کنفیوز شکل

سے محفوظ ہوتے ہوئے شاہ میر نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

"کیوں؟ "

"کیوں کیا؟، مجھے یہ سب کچھ پسند نہیں ہے کیا یہ کافی نہیں ہے "

"اور مجھے تمہارے قریب آنا پسند ہے اور میرے لئے یہی کافی ہے" شاہ میر نے انتہائی پر سکون انداز میں کہا تھا

نظریں ہنوز در نجف کے چہرے

کا طواف کر رہی تھیں جس کو شاہ میر فرصت سے دیکھنے میں محو تھا وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے۔

"شاہ میر آپ یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہیں؟" در نجف نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا کیوں کہ وہ شاہ میر کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی۔

"تم یہ سب کچھ کیوں کر رہی ہو؟ "

"میں کیا کر رہی ہوں؟" در نجف نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا پوچھا۔

"مجھے نظر انداز "

"میں کیوں آپکو نظر انداز کرنے لگی" در نجف نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہیں پتہ ہو گا "

"یہ فالتو سوال ہے کوئی اور سوال کریں" در نجف نے بات بدلتے ہوئے کہا کیوں کہ اسکے پاس جو جواب تھا وہ شاہ میر کو دینا نہیں چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے چھوڑ دیا" شاہ میر نے کہا تو در نجف نے سکھ کا سانس لیا۔

"کیا تم اس شادی سے خوش نہیں ہو؟" شاہ میر کے سوال پر در نجف کے چہرے کا رنگ یکلخت تبدیل ہوا تھا۔

"نہیں" در نجف نے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے کہا تھا اسکے لئے یہ سوال بہت مشکل تھا اور اس کا جواب اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھا لیکن در نجف نے پھر بھی دیا تھا۔

"یہ بات یہ انکار میری ذات کی نفی میری
آنکھوں میں دیکھ کر کرو "
"میں اپنی بات دہرانے کی عادی نہیں ہوں"

در نجف نے شاہ میر کی آواز میں موجود تکلیف کو محسوس کیا تھا لیکن یہی وہ لمحہ تھا جب اسے کمزور نہیں ہونا تھا۔

"ایک بار میری آنکھوں میں دیکھ کر یہ انکار کرو" شاہ میر نے اس سے کہا در نجف کچھ پل خاموش رہی شاید مضبوط کر رہی تھی شاہ میر

کی آنکھوں میں دیکھا اور کہنے ہی لگی تھی جب شاہ میر نے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے بولنے سے باز رکھا تھا۔

"درنجف آفندی تمہارے سینے میں جو چیز دھڑک رہی ہے ناں اسے شاید دل کہتے ہیں لیکن تمہارے دل کی جگہ ایک پتھر نے لے لی ہے اسی

لئے میری آنکھوں میں دیکھ کر کہنے کی ہمت
رکھتی ہو لیکن درنجف آفندی میرے سینے میں پتھر نہیں ہے دل دھڑکتا ہے ایسا نہ ہو تمہارے

انکار کی صورت میں یہ دھڑکنا ہی بھول ہی جائے" شاہ میر نے دکھ سے کہا تھا، درنجف خاموشی سے پلکیں جھکائے کھڑی تھی شاید

آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہاتھ رکھ کر دیکھو میرے دل پر تمہاری اس قدر قربت پہ کیسے دھڑک رہا ہے ایسے لگ رہا ہے جیسے ابھی بند ہو جائے گا" شاہ میر نے درنجف

For more visit (exponovels.com)

کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھ لیا اور اسکی بات کی تصدیق اسکی تیز سے تیز تر ہوتی دھڑکنیں تھیں۔

"شاہ میر پلیز" در نجف نے ہاتھ نکالنا چاہا تھا۔

" نجف تمہاری آنکھوں سے تمہارے چہرے سے تمہارے دل کا حال بتا سکتا ہوں، کیوں خود پر ضبط کر رہی ہو جو دل میں ہے کہہ دو میں سب

سننے کے لئے تیار ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ سب سچ ہو" شاہ میر نے اسے کندھوں سے پکڑ کر کہا۔

" نجف تمہاری فیلنگز میں بہت اچھے سے جانتا ہوں پھر مجھ سے ایسی بے رخی کیوں بتاؤ نجف آخر کیا وجہ ہے بتاؤ "شاہ میر اسے بولنے

پر اکسا رہا تھا اور وہ جو کب سے خود پر ضبط کئے کھڑی تھی شاہ میر کے سینے سے لگ کر بلکل بلکل کر رونے لگی تھی اتنے سالوں کا غبار جو

دل میں بھرا ہوا تھا اسے نکلنے کا راستہ مل گیا تھا اور اتنی شدت سے در نجف روئی تھی کہ اسکی ہچکی بندھ گئی لیکن رونے کی شدت میں

کوئی کمی نہ آئی شاہ میر نے اسکے گرد بازوں کا حصار مضبوط کیا لیکن اسے خاموش کروانے کی کوشش نہیں کی
در نجف کے دل کا غبار کچھ

ہلکا ہوا تو در نجف نے بولنا شروع کیا۔

"شاہ میر میں آپ کے قابل نہیں ہوں آپ مجھے ڈیزرو نہیں کرتے آپ ایک ایسی لڑکی کو ڈیزرو کرتے ہیں جو
بہت خوبصورت ہو جسکی

سوچ آپکی سوچ کی طرح پاکیزہ ہو جس کے ذہن میں آپ کیلیے لئے کبھی کوئی شک نہ ہو،
آپ نے بہت اچھا کیا تھا مجھے تھپڑ مار کر آخر

مجھے بھی تو پتہ چلا میں کیسی ہوں میری سوچ کیسی ہے، لیکن خدا کی قسم شاہ میر میں اب اس در نجف سے بہت
مختلف ہوں، اپنے آپ

کو بہت بدلنے کی کوشش کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں بہت بدل گئی ہوں، اتنا سب کچھ بدل دیا میں نے، بہت
کچھ پیچھے چھوڑ

For more visit (exponovels.com)

دیا میں نے لیکن آپ سے محبت کرنا نہیں چھوڑ سکی یہ میرے بس میں نہیں تھا، شاہ میری وجہ سے آپ بہت
ہرٹ ہوئے تھے اس دن بھی

معافی مانگی تھی اور اب بھی معافی مانگ رہی ہوں خدارا مجھے معاف کر دیں میں نے آپ پر بہتان لگایا آپ پر کیچڑ
اچھالا، میں آپکی

سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے معاف کر دیں" در نجف نے روتے ہوئے اپنی ازیت، اعتراف محبت اور معافی مانگی
،در نجف نے باقاعدہ شاہ میر

کے سامنے اپنے ہاتھ جوڑ دیئے تھے جنہیں شاہ میر نے فورا تھام لیا تھا۔

"در نجف پلیز نہیں، مجھ سے معافی مت مانگو، ہاں میں ہرٹ ہوا تھا اور تمہاری باتوں کی وجہ سے مجھے غصہ آگیا تھا
کیونکہ جس

لڑکی کی تم بات کر رہی تھی تو وہ زین کی منگیتر تھی جس کی کچھ دنوں میں شادی تھی اور میں اسے یونی سے گھر
ڈراپ کرنے گیا تھا

اور دوسری بات ہوٹلز کی تو مجھے نہیں یاد کہ تم نے کب ہم دونوں کو دیکھا لیکن ایک دن میں زین اور انکے ساتھ انکی شادی کی شاپنگ کرنے

گیا تھا بس مجھ سے آرام سے پوچھتی میں بتا دیتا لیکن جس وے میں جس انداز میں تم نے باتیں کہیں مجھے غصہ آیا اور میرا ہاتھ اٹھ گیا

انفیکٹ اس کے لئے تو مجھے معافی مانگنی چاہیے" شاہ میر اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں۔

تھامتے ہوئے بولا تھا جبکہ در نجف تو شرمندگی کی نیہاں خانوں میں ڈوب چکی تھی۔

"شاہ میر آپ مجھے ڈیزرو۔۔۔۔۔۔۔" در نجف نے بولنا چاہا تھا لیکن شاہ میر نے اسکی بات کاٹ دی۔

"میرے لئے اس دنیا کی سب سے خوبصورت، پاک ذہنیت کی مالک، دل کی صاف، کردار کی پاک اور زبان کی سچی لڑکی صرف در نجف

آفندی ہے اور رہی بات کہ میں تمہیں ڈیزرو نہیں کرتا تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے بلکہ تم میرے جیسا انسان ڈیزرو نہیں کرتی شاید اسی

لئے تم اس شادی سے انکار کر رہی ہو" شاہ میر نے اسکے لئے خوبصورت الفاظ استعمال کئے تھے اور وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں خوش ہوں، لیکن آپ نہیں خوش" رندھی آواز شاہ میر کو سنائی دی تھی۔

"جتنا میں خوش ہوں اس شادی پر شاید ہی کوئی خوش، جسے میں نے تہجد کی نمازوں

میں مانگا تھا میرے خدا نے مجھے وہ نواز دی ہے یا ایسا کہنا بہتر ہو گا کہ عطا کی ہے "

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ "

"اتنی نازک سچویشن میں، میں تم سے جھوٹ بولوں گا" شاہ میر نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کبھی بتایا ہی نہیں؟ "

"کیسے بتاتا؟ہر وقت توتم جھگڑا کرتی رہتی تھی مجھ سے،اور ویسے بھی یہ میرا راز تھا میری محبت کا راز،رازِ محبت" شاہ میر نے

اسکے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تو شاہ میر کے خوبصورت اظہار پر در نجف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"اب سے ہم "ہم راز" ہیں اپنی محبت کے "شاہ میر کے کہنے پر در نجف نے اثبات میں سر ہلایا تو شاہ میر نے اسکے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کی اور باہر کو قدم بڑھائے تھے۔

"تم خوش ہو؟"شاہ میر نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔در نجف مسکراہٹ کو دباتے ہوئے شاہ میر کے قریب ہوئی اور اسکی ٹائی کی ناٹ کو سہی کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

"ہمم خوش تو ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ احد جیسے کمال شخصیت کے بندے سے میں نے شادی سے انکار کر دیا"شاہ میر اسکی بات پر حیران رہ گیا تھا جبکہ در نجف کی آنکھوں میں ناچتی شیطانی کو دیکھا۔

"تم مزاق کر رہی ہو؟ "

" بلکل شاہ میں مزاق کر رہی ہوں"در نجف نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ پانچ قدموں کا فاصلہ بڑھایا۔

"تمھیں آج میں نہیں چھوڑوں گا، ستائیس سال سے ناک میں دم کیا ہوا ہے اسکا حساب تو تم اب دو گی ہاتھ آجاؤ ایک مرتبہ" شاہ میر نے اسے وارننگ دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر پکڑ کر دکھائیں" در نجف کہتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی تھی جبکہ شاہ میر بھی اسکے پیچھے تھا غلط فہمیاں دور ہوئیں تو سب

کچھ صاف نظر آنا شرع ہوا تھا، انسان ایسے ہی جب کوئی غلط فہمی ہو جائے تو بیٹھ حل کرنا چاہئے نا کہ در نجف کی طرح جذبات میں بہہ

کر ایسے فیصلے کرنے چاہئے جو اپنوں کے لئے تکلیف کا باعث بنیں، ان دونوں کے چہروں کی مسکراہٹ کو گھر کے اندر داخل ہوتیں زہرہ اور

بتول آفندی نے دیکھا جبکہ دونوں مائیں اپنے بچوں کی ان خوبصورت خوشیوں کے لئے خدائے واحد کے سامنے شکر گزار ہوئی تھیں۔۔۔۔

💖💖💖💖💖💖

The end ✨

For more visit (exponovels.com)